

# افغان سمنډري محل سرکولس



پیائے بچوں کے لئے ہرکولیس کا انتہائی دلچسپ کا نامہ

# ہرکولیس اور سمندری محل

ظہیر احمد



کتب ملنے کا پتہ۔

الحمد مارکیٹ  
اردو بازار  
لاہور

Mob: 0300-9401919

## یوسف برادرز

بوڑھے بادشاہ ارسمس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر  
ہرکولیس بھی رنجیدہ ہو گیا۔ اس نے بوڑھے بادشاہ  
ارسمس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور تسلی دینے والے  
انداز میں کہنے لگا۔

”جو عملہ رکھئے بادشاہ سلامت۔ آسمانوں کا مالک جو  
کچھ کرتا ہے اچھا ہی کرتا ہے۔ اس میں ضرور اس کی  
کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ آپ دل چھوٹا نہ کریں اور  
مجھے بتائیے کہ اصل معاملہ کیا ہے اور شہزادی سناریہ  
کو کیا ہوا ہے اور وہ کس حال میں ہیں۔“ ہرکولیس نے  
کہا۔ اس کی بات سن کر شاہ ارسمس نے ابدیدہ

ناشران-----یوسف قریشی

-----اشرف قریشی

ترجمین-----محمد بلال قریشی

طابع-----پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور

قیمت-----20/- روپے



نظروں سے ہرکولیس کی جانب دیکھا پھر بھرائے ہوئے  
لہجے میں کہنے لگے ۔

” ہرکولیس بیٹا ۔ تم ابھی بہت تھکے ہوئے ہو گے  
اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہو ۔ کچھ دن آرام کر لو  
پھر میں تمہیں ساری بات بتا دوں گا ۔“ شاہ ارسمس  
نے کہا اور ہرکولیس نے انکار میں سر ہلا دیا ۔

” انہیں بادشاہ سلامت میں تھکا ہوا ہرگز نہیں ہوں  
میں تو یونہی سیر سپاٹے کرتا ہوا اس طرف آ نکلا تھا ۔  
لوگوں کو پریشان حال میں دیکھ کر دریافت کرنے پر  
صرف اتنا معلوم ہوسکا کہ شہزادی سناریہ آج کل ایک  
عجیب و غریب بیماری میں مبتلا ہیں اور چونکہ وہ ہر  
دلعزیز اور نیک دل شہزادی ہیں ۔ اس لئے ہر کوئی  
ان کے لئے فکر مند اور غمگین ہے ۔ اسی لئے میں فوراً  
آپ کے پاس چلا آیا ۔ آپ کا اترا ہوا چہرہ اور  
اضطراب بتا رہا ہے کہ واقعی شہزادی سناریہ اچھی  
حالت میں نہیں ہیں ۔ بادشاہ سلامت میں آپ کے  
دوست شاہ زیوس کا بیٹا ہوں ۔ اگر انہیں علم ہوا کہ  
آپ کی بیٹی بیمار ہیں اور میں نے آپ کے مک میں آ

کر بھی آپ کی خبر نہ لی تو وہ مجھ پر سخت برہم ہوں  
گئے اور ویسے بھی شہزادی سناریہ کو میں اپنی بہنوں کی  
طرح سمجھتا ہوں اور پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میری  
بہن بیمار ہو اور اس کی مجھے خبر ہی نہ لوں ۔“  
ہرکولیس کہتا چلا گیا ۔ یوڈھا شاہ ارسمس سر جھکائے اس  
کی باتیں سن رہا تھا ۔ اس کی داڑھی آنسوؤں سے بھگی  
ہوئی تھی اور اس کی آنکھیں رو رو کر بری طرح سے  
سو جھی ہوئی تھیں ۔

وہ اس وقت شاہ ارسمس کے کمرہ خاص میں موجود  
تھے ، بادشاہ ارسمس چونکہ ہرکولیس کو اچھی طرح سے  
جانتے تھے اس لئے انہوں نے ہرکولیس کو اپنے کمرہ  
خاص میں ہی بلا لیا تھا ۔

” بیٹا ۔ تم یہاں سیر و تفریح کے لئے آئے ہو ۔ بہتر  
ہو گا تم سناریہ کے بارے میں کچھ نہ جانو اور یہاں  
گھوم پھر کر واپس چلے جاؤ ۔ اس کی یہ وجہ نہیں کہ  
ہمیں تم پر اعتماد نہیں ہے یا ہم تمہیں کچھ بتانا نہیں  
چاہتے ۔ اصل میں ہمیں ڈر ہے کہ اگر ہم نے تمہیں  
شہزادی کے بارے میں کچھ بتایا تو تم بھی دوسرے

لوگوں کی طرح اس سے نفرت کرنے لگو گئے اور اس سے منہ پھیر لو گئے۔ ہماری بیٹی بہت دکھی ہے۔ ہمارے سوا ہر ایک نے اس سے ناٹ توڑ لیا ہے۔ وہ بھی تمہیں اپنا بڑا بھائی سمجھتی ہے۔ اگر تم بھی دوسرے لوگوں کی طرح اس سے منہ موڑ کر چلے گئے تو اس کا معصوم دل ٹوٹ جائے گا اور پھر شاید وہ زندہ نہ رہے۔ اس لئے بیٹا تم ہم سے اس کے بارے میں کچھ مت پوچھو۔ شاہ ارسمس نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بادشاہ سلامت، میں اور اپنی بہن سے نفرت کروں گا۔ یہ بات آپ کہہ رہے ہیں۔ ہرکولیس شاہ ارسمس کی بات سن کر ششدر رہ گیا۔

ہاں بیٹا۔ اب تمہاری بہن چلے جیسی نہیں رہی اس کی شکل و صورت اس قدر بری اور خوفناک ہو گئی ہے کہ اگر تم اسے ایک بار دیکھ لو تو تم واقعی اس کے قریب جانا بھی پسند نہیں کرو گے۔ کیا اس سے بات کرنا۔ شاہ ارسمس نے غم بھرے لہجے میں کہا۔

اوہ۔ انتہائی حیران کر دینے والی باتیں کر رہے ہیں آپ بادشاہ سلامت۔ اسی لئے تو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھے ساری بات بتائیں آخر ماجرا کیا ہے۔ آپ کو آپ کی بیٹی ساریہ کی قسم مجھے بتائیے۔ مجھے سب کچھ بتا دیں بادشاہ سلامت ورنہ پریشانی کے مارے میرا دماغ پھٹ جائے گا۔ ہرکولیس نے بچ بچ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

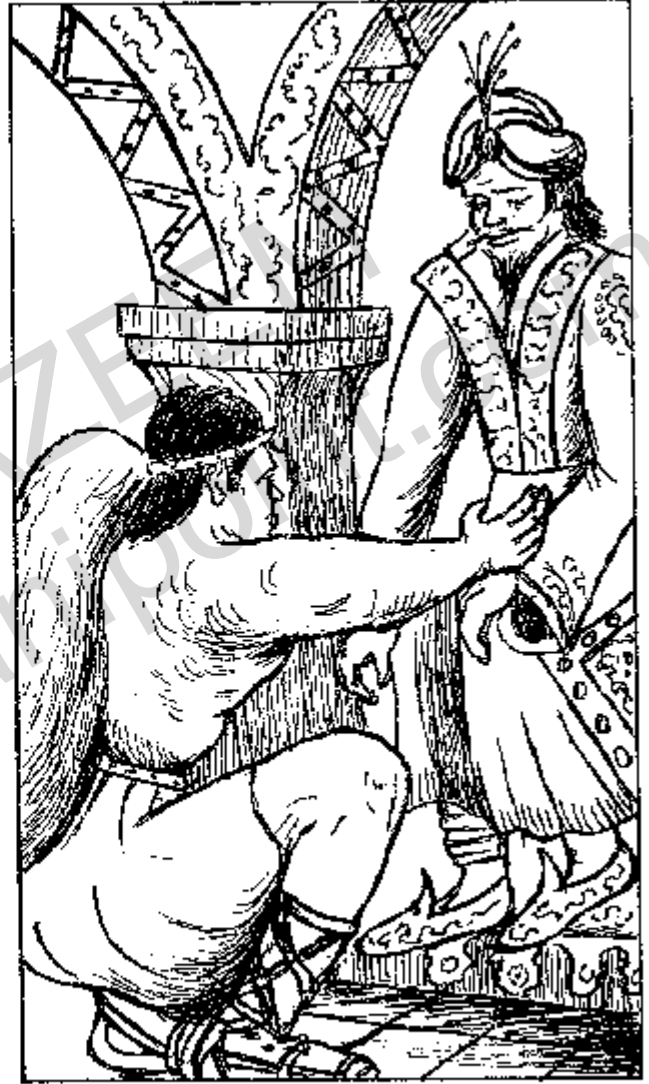
شاہ ارسمس چند لمحے متذبذب کے عالم میں ہرکولیس کی جانب دیکھتے رہے۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے پر بے پناہ سختی عود کر آئی تھی۔

ٹھیک ہے ہرکولیس۔ اگر تم بھی ہماری بدقسمتی سے ہنسا چاہتے ہو تو پھر ہم بھلا کون ہوتے ہیں تمہیں روکنے والے۔ آؤ ہمارے ساتھ چلے ہم تمہیں ساریہ سے ملا دیں۔ اس کے بعد اگر تمہیں گوارا ہو تو ہماری باتیں سن لینا ورنہ بے شک تم یہاں سے واپس چلے جانا۔ ہم تمہیں ہرگز نہیں روکیں گے۔ بادشاہ سلامت کا لہجہ بے حد اداس تھا اور ہرکولیس حیرانی

سے اس کی جانب دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا - بادشاہ سلامت نے اس کی جانب دیکھے بغیر دروازے کی جانب قدم بڑھا دیئے - یہ دیکھ کر ہرکولیس بھی اس کے پیچھے ہو لیا -

مختلف راہداروں سے ہوتے ہوئے شاہ ارسمس ہرکولیس کو محل کے پتھروارے میں لے آئے اور ایک کمرے میں جا کر نیچے تہہ خانے کے زینے اترنے لگے - ہرکولیس بڑا حیران نظر آ رہا تھا - وہ حیرانی سے اس تہہ خانے کو دیکھ رہا تھا - جو کہ مکمل طور پر قید خانے سے مشابہہ تھا اور ہرکولیس اچھی طرح سے جانتا تھا کہ ایسے تہہ خانے ہنایت خطرناک اور ظالم قسم کے مجرموں کو قید میں ڈالنے کے لئے استعمال میں لائے جاتے ہیں - وہ حیران تھا کہ شاہ ارسمس اسے کل میں لے جانے کی بجائے یہاں قید خانوں کی طرف کیوں لا رہے ہیں -

قید خانے میں ہر طرف زہر پوش محافظ ہاتھوں میں ننگی تلواریں اور مشعلیں لئے ہنایت چوکنے انداز میں پہرہ دے رہے تھے ، شاہ ارسمس کو آتے دیکھ کر وہ



جھک جھک کر ہنریت مؤدبانہ انداز میں سلام کرنے لگے۔

شاہ ارسمس: ہرکولیس کو ساتھ لئے ایک بڑے زندان کے دروازے کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس زندان کا دروازہ بے حد مضبوط لوہے کا تھا اور اس دروازے کے پاس بہت سے محافظ تلواریں اور نیزے لئے کھڑے تھے۔

”بادشاہ سلامت، آپ مجھے قید خانے میں کیوں لے آئے ہیں۔ کیا مجھ سے کوئی گستاخی سرزد ہو گئی ہے جو آپ مجھے اس قید خانے میں قید کرنے کے لئے لے آئے ہیں۔“ ہرکولیس سے رہا نہ گیا تو شاہ ارسمس سے مخاطب ہو کر پوچھ ہی بیٹھا۔

شاہ ارسمس نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ انہوں نے ایک پہرے دار کو قید خانے کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ پہرے دار نے اپنی کمر کے گرد بندی ہوئی پیٹی کے ساتھ لٹکے ہوئے چابیوں کے گچے میں سے ایک چابی نکالی اور دروازے پر جھک گیا۔ چند لمحوں بعد وہ پیچھے ہٹ گیا۔ تب چار محافظ آگے

بڑھے اور انہوں نے ایک ساتھ دروازے پر زور لگانا شروع کر دیا۔ بھاری بھر کم دروازہ چرر کی آواز کے ساتھ آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔

جونہی دروازہ کھلا زندان میں سے بھوکی شیرنی جیسی غرائیوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ کچھ ہی دیر میں دروازہ مکمل کھل گیا اور محافظ ایک جانب ہو کر مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ اندر زندان تاریک نظر آ رہا تھا۔

”بادشاہ سلامت۔ یہ آپ۔“ ہرکولیس نے ایک بار پھر شاہ ارسمس سے کوئی بات کرنی چاہی لیکن شاہ ارسمس نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور زندان کی طرف بڑھ گئے۔

”بیٹی۔ بیٹی سناریہ۔ کیا ہم تم سے ملنے کے لئے اندر آ سکتے ہیں۔ بیٹی۔ بیٹی ہمیں جواب دو بیٹی۔ کیا ہم اندر آ جائیں۔“ شاہ ارسمس نے زندان کی تاریکی میں جھلکتے ہوئے ہنریت منت بھرے لہجے میں کہا اور ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہرکولیس کے لئے کسی ہم کے دھماکے سے کم نہ تھے اس کا چہرہ ست گیا اور

ارسمس نے پہلے تاریکی کی طرف دیکھتے ہوئے بھر مڑ کر جلدی سے ہرکولیس کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کھینچتے ہوئے کہا - ہرکولیس حیران ہوتا ہوا آگے بڑھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنے لگا - دور اسے دیوار کے ساتھ کسی عورت کا سایہ سا دکھائی دے رہا تھا - وہ عورت غلباً زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی - اندر زندان میں چونکہ تاریکی تھی اس لئے ہرکولیس کو واضح طور پر دکھائی نہ دے رہا تھا کہ وہ کون ہے - ہرکولیس - مم - میرا بھائی - زندان میں سے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا -

ہاں بیلا ہرکولیس میرے دوست شاہ زلوس کا بیٹا ہرکولیس - وہی ہرکولیس جس کے ساتھ تم بچپن میں کھیلا کرتی تھیں - یہ تم سے ملنے آیا ہے بیٹی - بوڑھے بادشاہ ارسمس نے گلوگیر انداز میں کہا -

ہرکولیس - ہرکولیس - میرا بھائی ہرکولیس - نہیں نہیں - میرا کوئی بھائی نہیں ہے میں کسی ہرکولیس کو نہیں جانتی - چلے جاؤ جہاں سے اسے کہو چلا جائے جہاں سے میں اسے نہیں جانتی - اور تم بھی جہاں سے

آنکھیں حیرت سے یوں پھیل گئیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آگئیں گی -

"شہزادی سناریہ اور اس تاریک قید خانے میں - یہ - یہ کیسے ہو سکتا ہے" ہرکولیس کے ذہن میں طوفان سا آگیا -

"بابا - آپ - نہیں بابا آپ اندر نہ آئیں - آپ جہاں سے واپس چلے جائیں - میں آپ سے نہیں مل سکتی - چلے جائیں آپ - مجھے آپ کی بھی کسی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے - اندر سے ایک مہنایت بھونڈی اور عجیب بھاری آواز سنائی دی اور ہرکولیس نے حیرانی سے سوچا کہ کم از کم یہ آواز اس کی بہن شہزادی سناریہ کی تو ہرگز نہیں ہو سکتی پھر یہ کس کی آواز تھی - شاہ ارسمس نے تو شہزادی سناریہ کو پکارا تھا -

"ہم اکیلے نہیں ہیں بیٹی - دیکھو تو ہمارے ساتھ اور کون ہے - دیکھو بیٹی - ہمارے ساتھ تمہارے بھائی ہرکولیس ہیں - بچپانہ اسے - تم اس سے تو ملنا پسند کرو گے ناں - آؤ آؤ ہرکولیس بیٹا آگے آؤ - شاہ



لوٹ جاؤ بابا۔ کسی کو اس طرف مت آنے دو، ورنہ میں سب کو مار کر کھا جاؤں گی۔ جاؤ چلے جاؤ جہاں سے۔ پہلے انتہائی دکھی لہجے میں پھر اندر سے انتہائی غضبناک اور گر جتی ہوئی آواز سنائی دی اور ہرکولیس نے غصے سے ہونٹ بھیجھ لئے۔

وہ تیزی سے مڑا اور پھر ایک مشعل برادر محافظ کے قریب آ کر اس نے اس کے ہاتھ سے مشعل پھین لی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا زندان کی جانب بڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمایاں تھے۔

ہرکولیس یہ تم کیا کر رہے ہو۔ خبردار زندان میں مشعل لے کر مت جاؤ۔ رکنا جاؤ ہرکولیس۔ ہرکولیس کو مشعل لاتے دیکھ کر شاہ ارسمس نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ مگر ہرکولیس تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا زندان کے قریب آ گیا۔ شاہ ارسمس نے اسے پیچھے سے پکڑ لیا۔

ہنیں ہرکولیس۔ میں کہتا ہوں تم مشعل اندر نہیں لے جا سکتے رک جاؤ۔ سپاہیو پکڑ لو اسے۔ شاہ

ارسمس نے بری طرح سے چختے ہوئے کہا اور اس کا حکم سنتے ہی محافظوں نے ہرکولیس کو ہر طرف سے گھیر لیا اور انہوں نے اس کے جسم کے ساتھ نیزے اور تلواریں لگا دیں۔

بادشاہ سلامت میں شہزادی کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں، اپنے سپاہیوں سے کہیں کہ یہ میرے راستے سے ہٹ جائیں۔ ہرکولیس نے ہنایت غصیلہ لہجے میں کہا۔

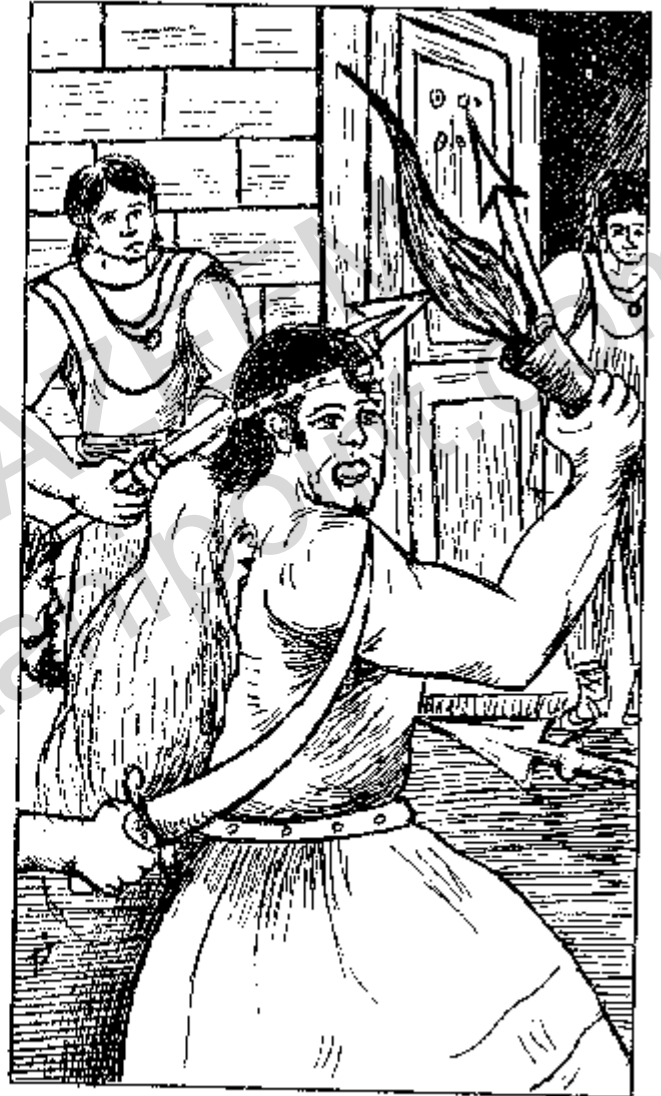
یہ نہیں ہو سکتا ہرکولیس۔ شہزادی نے تم سے ملنے سے انکار کر دیا ہے اور تم مشعل لے جا رہے ہو تم نہیں جانتے روشنی شہزادی کے لئے کس قدر تکلیف دہ ہوتی ہے۔ تم میری بیٹی کی موت کا سامان تیار کرنا چاہتے ہو۔ شاہ ارسمس غصے سے اس پر الٹ پڑے۔

کیا مطلب۔ روشنی شہزادی کے لئے موت کا باعث کس طرح سے ہو سکتی ہے۔ آپ یہ کیسی ہلکی ہلکی باتیں کر رہے ہیں۔ آخر آپ کو ہو کیا گیا ہے مجھے آپ شہزادی سناریہ سے ملوانے لے جا رہے تھے اور

آپ اس کی بجائے اس زندان میں سہ آئے ہیں اور اس تاریک زندان میں جہاں ایک ہنالت بھیانک اور مکروہ آواز سنائی دے رہی ہے ۔ اسے آپ شہزادی سناریہ کہہ کر پکار رہے ہیں ۔ یہ سب کیا ہے آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں اور شہزادی سناریہ کہاں ہے ۔ ہرکولیس غصیلے انداز میں کہتا چلا گیا ۔ غصے کی وجہ سے اس کا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا ۔

”یہ بھیانک اور مکروہ آواز شہزادی سناریہ ہی کی ہے ہرکولیس اور شہزادی سناریہ ہی اس زندان میں قید ہے ۔ شاہ ارسمس نے کہا اور ہرکولیس کا دماغ بھک سے اڑ گیا ۔

”ہنسی ۔ یہ جھوٹ ہے ۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔“ ہرکولیس غضبناک انداز میں گرجا ۔ دوسرے ہی لمحے وہ ہنالت تیزی سے حرکت میں آیا ۔ اس نے ایک نیزہ بردار کا نیزہ کھینچا اور اسے پکڑ کر پوری قوت سے گھوم گیا ۔ چونکہ نیزہ بردار نے نیزہ ہنالت مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا اس لئے وہ بھی نیزے کے ساتھ گھوم گیا اور پورے زور سے اپنے ایک ساتھی سے ٹکرایا ۔ اس کا



ساتھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور گر کر دوسرے  
محافظ پر آ پڑا - اس طرح زور دار دھکا لگنے کی وجہ سے  
قریب موجود دوسرے محافظ بھی گر گئے - اسی لمحے  
ہرکولیس نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور بھلی کی سی  
تیزی سے بھاگتا ہوا زندان میں گھس گیا -  
جوہی وہ مشعل لے کر زندان میں گھسا زندان  
انہائی خوفناک اور دل ہلا دینے والی جیموں سے بری  
طرح سے گونج اٹھا -

میری بیٹی - شاہ ارکس کے منہ سے خوف کے  
سالم میں نکلا اور وہ تیزی سے زندان کی جانب بھاگے  
سپاہی بھی اٹھ کر ان کے پیچھے لپکے -  
زندان میں داخل ہو کر بادشاہ سلامت نے دیکھا -  
ہرکولیس مشعل ہاتھ میں لئے ایک دیوار کے پاس  
حیرت سے بت بنے کھڑا تھا - اس کے ہاتھ میں جو  
مشعل تھی اس کی روشنی میں ایک لڑکی دکھائی دے  
رہی تھی - جو بڑی بڑی اور موٹی زنجیروں میں جکڑی  
ہوئی تھی - اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا  
رکھا تھا اور ہڈیانی انداز میں چیخ رہی تھی -

شاہ ارسمس تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے ہرکولیس کے ہاتھ سے مشعل جھپٹ کر دور پھینک دی۔ پکڑ لو اس بد بخت کو اور لے جاؤ یہاں سے۔

شاہ ارسمس نے اپنے پیچھے آنے والے سپاہیوں کو گرجتے ہوئے حکم دیا۔ سپاہیوں نے آکر ہرکولیس کو پکڑ لیا اور اسے بری طرح سے کھینچتے لگے۔ لیکن ہرکولیس کوئی عام انسان تو تھا نہیں جسے یہ کمزور سپاہی کھینچتے ہوئے وہاں سے لے جاتے وہ ہرکولیس کو کھینچنا تو کجا اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہ ہلا سکے۔

بادشاہ سلامت میرے ساتھ آئیے۔ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ ہرکولیس نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”بکواس مت کرو اور چلے جاؤ یہاں سے۔ تم میری بیٹی کے لئے تکلیف کا باعث بنے ہو۔ اس سے پہلے کہ میں سپاہیوں سے کہوں کہ وہ تمہارے جسم میں نیزے اگا دیں تم خود ہی یہاں سے چلے جاؤ۔“ شاہ ارسمس کا غصہ عروج پر تھا۔ مشعل بکھ جانے کی وجہ سے لڑکی نے چلانا بھی بند کر دیا تھا۔ البتہ اس کے

منہ سے سسکیوں کی کرب ناک آواز ضرور نکل رہی تھی۔

اب غصہ کرنے کا کیا فائدہ بابا۔ ہرکولیس نے میرا بھیانک چہرہ دیکھ ہی لیا ہے۔ اب ان سے کچھ چھپانے سے کیا فائدہ۔ مجھ سے پوچھو ہرکولیس بھائی میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گی۔ لڑکی نے بھاری آواز میں کہا اور ہرکولیس چونک کر زنجیروں میں بندھے سائے کی جانب دیکھنے لگا۔

”تم کون ہو اور شہزادی سناریہ کہاں ہے۔“ ہرکولیس نے اس سائے کی جانب دیکھ کر انتہائی سرد لہجے میں پوچھا۔

”میں شہزادی سناریہ ہی ہوں ہرکولیس۔ وہی تمہاری بد قسمت بہن میرا یقین کرو۔ میں وہی شہزادی سناریہ ہوں۔ وقت اور حالات نے میرا چہرہ بدل دیا ہے لیکن میرا دل وہی ہے ہرکولیس بھیا جو ہر وقت آپ کو یاد کرتا رہتا تھا اور ہر وقت آپ سے ملنے کی دعائیں مانگتا تھا۔ مگر آپ نہیں آئے۔ اب آپ جب برسوں بعد مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہیں تو میں۔“

یہ کہہ کر وہ رونے لگی - اس کی ہچکیاں سن کر ہرکولیس کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے -

بس - میری اچھی بہن بس روؤ مت - تمہیں رونا دیکھ کر میرا دل پھٹ رہا ہے - اپنے آنسو پونچھ لو مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم میری وہی پیاری بہن ہو جو ہر وقت مجھ سے شرارتیں کرتی رہتی تھیں اور مجھے روز ستایا کرتی تھیں - مگر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا - تمہیں اس حالت میں کس نے پہنچایا ہے اور بادشاہ سلامت نے تمہیں یہاں اس بدلو دار اور تاریک زندان میں زنجیروں سے کیوں جکڑ رکھا ہے - کیا جرم کیا ہے تم نے مجھے بتاؤ - پریشانی کے مارے میرا دماغ پھٹا جا رہا ہے - ہرکولیس نے دل برداشتہ ہو کر تقریباً حج پونے والے انداز میں کہا -

”یہ سب میری حماقت کا نتیجہ ہے ہرکولیس - کاش میں نے اپنی بیٹی کا کہا مان لیا ہوتا - تو آج یہ نوبت نہ آتی - مگر اب کیا ہو سکتا ہے - اب تو پانی سر سے گزر چکا ہے - اب ہنکھانے سے کیا حاصل -“ شاہ ارمنس کی دکھ بھری آواز تاریکی میں ابھری -



نکل آئی تھیں اور ہمارے ساتھ آنے والے محافظ اپنی کشتیوں میں ہم سے بہت دور تھے۔

ہم نے دوسرے سوراخ کو رومالوں سے بند کیا تو بھرے میں تیسرا سوراخ ہو گیا اور ہم جب بھی کسی طرح سوراخ بند کرتیں۔ بھرے میں کسی نہ کسی جگہ سوراخ ہو جاتا اور پانی نے تیزی سے بھرے میں آنا شروع کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر ہم زور زور سے چلانے لگیں۔ ہماری قہقہیں سن کر محافظ اپنی کشتیاں ہمارے بھرے کی جانب کھینے لگے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ہمارے قریب پہنچتے اچانک سمندر میں ایک بڑی سی لہر اٹھی اور اس نے ہمارے بھرے کو الٹا دیا۔ میں اور میری سہیلیاں چیختی چلاتی ہوئی سمندر میں جا گریں مجھے چونکہ تیرنا نہیں آتا تھا اس لئے میں بری طرح سے چپکنے لگی اور پانی میں بار بار ڈوبنے اور ابھرنے لگی یہاں تک کہ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اور پھر اچانک مجھے یہ احساس ہوا جیسے کسی نے بیچ سمندر میں میری ٹانگ پکڑ لی ہو اور پھر میں بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارنے لگی کیونکہ جس کسی نے بھی

"بادشاہ سلامت آپ خاموش رہیں۔ میں اپنی بہن سے بات کر رہا ہوں۔ نہ جانے آپ نے میری بہن کو کس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہاں سناریہ مجھے بتاؤ کیا قصہ ہے۔" ہرکولیس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ہرکولیس بھائی۔ اس میں بابا کا کوئی قصور نہیں تھا۔ میری قسمت ہی ایسی تھی اور جو تقدیر میں لکھا ہوتا ہے وہ تو ہو کر ہی رہتا ہے۔ سنو میں تمہیں ساری بات بتلاتی ہوں۔" شہزادی سناریہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا اور چند لمحوں کے لئے خاموش ہو کر دوبارہ کہنے لگی۔

"یہ آج سے تین ماہ پہلے کی بات ہے میں اپنی چند سہیلیوں کے ہمراہ ایک شاہی بھرے میں سیر کر رہی تھی کہ اچانک نہ جانے کیسے بھرے میں سوراخ ہو گیا اور اس سوراخ میں سے پانی تیزی سے بھرے میں آنے لگا۔ ہم یہ دیکھ کر گھبرا گئیں اور ہم نے اس سوراخ کو بند کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسی وقت اچانک بھرے میں ایک اور جگہ سوراخ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ہمارے اوسان خطا ہو گئے۔ ہم سیر کرتی کرتی کافی دور

تھیں۔ کہیں گھونگے موجود تھے۔ کہیں سپیاں تھیں اور وہاں اس طرح کے جانور دکھائی دے رہے تھے جو عموماً پانی میں زندہ رہتے ہیں اور میں نے غور کیا تو جس بستر پر میں لیٹی ہوئی تھی وہ بھی ایک بڑی سپی کا بنا ہوا تھا۔

ہم آپ کی خدماتیں ہیں شہزادی صاحبہ اور آپ اس وقت تاغون آقا کے سمندری مہمان خانے میں ہیں ان میں سے ایک لڑکی نے ہنایت سریلے لہجے میں کہا اور میں چونک کر حیرت سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

تاغون۔ سمندری مہمان خانہ۔ کیا مطلب۔ یہ کون سی جگہ ہے اور تاغون کون ہے۔ میں حیرت زدہ لہجے میں اس سے پوچھا۔

تاغون اس سمندر کے شہنشاہ ہیں شہزادی صاحبہ اور سمندری مہمان خانے کا مطلب سمندری مہمان خانہ ہے۔ آپ اس وقت خشکی پر نہیں۔ بیچ سمندر میں بہنے ہوئے محل میں ہیں۔ آپ دیکھ نہیں رہیں۔ یہاں پانی میں ہر طرف پھلیاں اور دوسرے سمندری

میری نانگ پکڑی تھی وہ بجائے میری مدد کرنے کے مجھے نیچے سمندر میں کھینچ رہا تھا۔ اس کے بعد مجھے یاد نہ رہا کہ میرے ساتھ کیا ہوا۔ کیونکہ میرے ذہن میں مکمل طور پر اندھیرے نے یلغار کر دی تھی۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں نے خود کو ایک ہنایت خوبصورت کمرے میں ایک آرام دہ بستر پر پایا۔ میرے ارد گرد ہنایت خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں۔ جو مختلف پرندوں کے رنگ برنگے پروں سے بنے ہوئے پنکھوں سے مجھے ہوا چھل رہی تھیں۔ ان کی شکلیں اس قدر صاف اور خوبصورت تھیں کہ میں ایک لمحے کے لئے مہیوت ہو کر انہیں دیکھتی رہ گئی۔ مجھے آنکھیں کھولتے دیکھ کر ان کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

تم کون ہو اور میں کہاں ہوں۔ میں نے حیرت سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے ان خوبصورت لڑکیوں سے پوچھا۔ میں وہاں کے ماحول کو دیکھ کر دھڑک حیران ہو رہی تھی۔ وہاں ہر طرف میرے ارد گرد ہوا میں ہنایت خوبصورت اور رنگ برنگی پھلیاں تیرتی پھر رہی

آقا کی مرضی ہے - ورنہ کوئی انسان تو کیا ایک معمولی سی مچھلی بھی ان کی اجازت کے بغیر اس محل میں نہیں آ سکتی - لڑکی کی باتیں حیران کر دینے والی تھیں -

- تاغون - مگر یہ تاغون کون ہے اور وہ مجھے یہاں کیوں لایا ہے - میں تو اپنی اسیلوں کے ساتھ بجرے میں سیر کر رہی تھی کہ - میں نے حیرت سے پوچھا - ہم سب جانتی ہیں شہزادی صاحبہ - آپ کے بجرے میں سوراخ بھی ہم نے کئے تھے اور وہاں سے ہم خود آپ کو یہاں لائی ہیں - آقا تاغون جادوگر کے حکم سے - وہ ایک ضروری کام سے باہر گئے ہیں - ابھی چند ہی لمحوں میں واپس آ جائیں گے - پھر وہ آپ کو خود ہی جواب دے دیں گے کہ وہ آپ کو یہاں کیوں لائے ہیں - لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور میں غصے سے ہونٹ بھینچ کر رہ گئی - میں نے ان سے بار بار تاغون کے متعلق پوچھا - لیکن انہوں نے جیسے میرے کسی سوال کا جواب نہ دینے کی قسم کھالی تھی انہوں نے میری کسی بات کا جواب نہ دیا - اور

جانور تیرتے پھر رہے ہیں - اس لڑکی نے کہا اور میں ششدر رہ گئی اور پھر میں پھٹی پھٹی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگی اور واقعی مجھے احساس ہو گیا کہ میں اس وقت پانی میں تھی - کیونکہ جس وقت لڑکی مجھ سے بات کرتی تھی اس کے منہ سے ہلکے ہلکے پانی کے بلبلے نکلتے تھے - جنہیں پہلے میں نے غور سے نہیں دیکھا تھا - مگر یہ کیسے ممکن تھا - میں ایک انسان خشکی پر بسنے والی اور پانی کے اندر زندہ تھی - یہ واقعی حیران کن بات تھی - بھلا پانی کے اندر کوئی انسان زندہ رہ سکتا ہے اور پھر میں تو وہاں باآسانی سانس لے رہی تھی نہ ہی پانی میرے منہ میں جا رہا تھا نہ ہی مجھے اس کا احساس تھا - اس بات کا میں نے ان لڑکیوں سے اظہار کیا تو ایک اور لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا -

- یہ درست ہے شہزادی صاحبہ - مگر آپ یہ مت بھولیں کہ آپ اس وقت آقا تاغون کی ہمان ہیں - وہ چاہیں تو یہاں انسانوں کی ایک بڑی دنیا آباد کر سکتے ہیں - آپ اگر پانی میں سانس لے رہی ہیں تو یہ



حد بڑی تھی۔ میں اسے دیکھ کر گھبرا گئی جبکہ اس کے آتے ہی خوبصورت لڑکیاں جلدی سے اس کے سامنے جھک گئیں۔

تم۔ تم کون ہو۔ میں نے اس کی جانب خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ میری طرف دیکھ کر وہ عجیب بھیانک سا مسہ کھول کر زور زور سے ہنسنے لگا۔

”نادان شہزادی تم مجھے نہیں جانتی۔ میں تاغون ہو۔ تاغون جادوگر۔ اس سمندر کا بادشاہ۔“ اس نے ہنسات بھاری اور خوفناک انداز میں جواب دیا۔

”تاغون جادوگر۔ اچھا تو تم ہو وہ جادوگر۔ میں ان سے تمہارے بارے میں ہی پوچھ رہی تھی۔ تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو کیا چاہتے ہو تم مجھ سے۔“ اس کے منہ سے اس کا نام سن کر مجھے غصہ آ گیا۔

”ہا۔ ہا۔ شہزادی تم واقعی معصوم ہو اور تمہاری طرح بہاری باتیں بھی معصوم ہیں۔ اسی لئے تم مجھے اچھی لگتی ہو۔ میں تمہیں یہاں کی ملکہ بنانے کے لئے لایا ہوں۔ بتاؤ کیا بنو گی اس سمندر کی ملکہ۔“ اس

ہر کو لیں بھیا تم جانتے ہی ہو کہ میں کس قدر ہندی اور غصیلی طبیعت کی تھی۔ جب انہوں نے میری بات کا جواب نہ دیا تو میں غصے میں آ کر وہاں کی چیزیں توڑنے پھوڑنے لگی۔ میں نے ایک دو بار ان لڑکیوں کو بھی مارنے کی کوشش کی مگر میرا ہاتھ ان کے جسموں سے ٹکراتے بغیر ہرا جاتا ایسے جیسے وہ ہوا کی بنی ہوئی ہوں۔ مجھے غصے میں دیکھ کر اور چیزیں توڑتے دیکھ کر انہوں نے مجھے بالکل بھی روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ میں تھک ہار کر خود ہی بیٹھ گئی۔

اور پھر چند ہی لمحوں میں اچانک ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ہنسات بھیانک شکل والا مونا سا انسان اندر داخل ہوا۔ اس کے سارے چہرے پر بھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ بڑے بڑے کانوں میں اس نے سونے کی بالیاں پہن رکھی تھیں۔ سر کے بال بے تحاشہ بڑے ہوتے تھے اور سر کے بالوں کے درمیان ماتھے کے اوپر تین انسانی کھوپڑیاں سی و بھری دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کی جسامت عام انسانوں سے بے

بھیانک شکل والے نے کہا اور میں حیرت سے اس کا  
چہرہ دیکھنے لگی۔

سمندر کی ملکہ۔ جی نہیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے  
سمندر کی ملکہ بننے کا۔ میں شہزادی ہی ٹھیک ہوں اور  
میری بات غور سے سن لو مامون جادوگر میرا نام  
شہزادی سحارہ ہے اور تم شاید شہزادی سحارہ کے  
غصے سے واقف نہیں ہو۔ تم ایک تو مجھے میری  
اجازت کے بغیر یہاں اٹھا کر لے آئے ہو اور دوسرے  
یوں میرے سامنے بکواس کر رہے ہو۔ اگر تم اپنی  
نچریت چاہتے ہو تو مجھے ابھی اور اسی وقت واپس  
میرے گھر پہنچا دو۔ میں جانتی ہوں۔ تم اپنے جادو  
کے زور سے مہلت آسانی کے ساتھ مجھے واپس پہنچا  
سکتے ہو۔ جلدی کرو اگر مجھے غصہ آگیا تو میں تمہارا سر  
توڑ کر کسی گندی تالی میں پھینک دوں گی۔ میں نے  
غصے سے کہا اور وہ ہنسنا ہوا میرے قریب آگیا اور پھر  
میں نے غصے میں آ کر وہاں پڑا ہوا ایک بھاری گلدان  
نما پتھر اٹھایا اور بے خیالی میں اس جادوگر کے سر پر  
مار دیا۔ گلدان اس جادوگر کے سر پر موجود تین



کھوپڑیوں میں سے ایک کھوپڑی پر لگا - اچانک ایک زور دار کڑاکا ہوا اور ٹانغوں جادوگر اچانک زمین سے کئی فٹ اونچا اچھل کر پشت کے بل دور جاگرا -

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اور زمین پر گر کر بری طرح سے چیختا ہوا تھپنے لگا - میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے کبھی اس کی جانب اور کبھی گلدان کو دیکھ رہی تھی اور اپنی عقل پر ماتم کر رہی تھی کہ مجھ سے یہ کیا غلطی سرزد ہو گئی - غصے میں آ کر میں یہ کیا نادانی کر بیٹھی تھی میں ابھی حیران پریشان کھڑی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک ایک شعلہ سا چمکا اور دوسرے ہی لمحے جادوگر وہاں سے غائب ہو گیا اور ہر طرف اندھیرا سا چھا گیا - اس اندھیرے میں اس جادوگر کی نہایت بھینانک اور خوفناک آواز ابھری -

"سارے - تم نے میری طلسمی کھوپڑی تباہ کر دی میرنی آدھی - طلسمی قوت تم نے تباہ کر دی - میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا اور تم سے واپس آ کر اس قدر خوفناک انتقام لوں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتیں - اس آواز کے ساتھ ہی ہر طرف روشنی

پھیل گئی اور پھر میں وہاں کئی روز تک قیدی بنی رہی نہ ہی وہاں وہ خوبصورت لڑکیاں آئیں - نہ ٹانغوں جادوگر اور نہ ہی کوئی اور میں کئی روز سے بھوک پیاسی تھی - مگر وہاں میری فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا - میں بھوک سے نڈھال ہو کر وہیں پڑی رہیں - پھر ایک روز ٹانغوں جادوگر دوبارہ وہاں آیا تو وہ سخت غصے میں تھا - اس کے سر پر اسی طرح پھر تین کھوپڑیاں نظر آ رہی تھیں - مگر اب اس کی شکل پہلے سے زیادہ بھینانک اور خوفناک ہو گئی تھی اس کی اب لمبی لمبی مونچھیں بھی دکھائی دے رہی تھیں -

اس نے آتے ہی قضا میں ہاتھ لہرایا - فوراً روشنی چمکی اور اس سے ہاتھ میں ایک مونا ڈنڈا آ گیا - اس سے قبل کہ میں کچھ سمجھتی وہ ڈنڈے سے مجھ پر پل پڑا اور اس نے زور زور سے مجھے مارنا شروع کر دیا -

"بدبخت شہزادی تمہاری وجہ سے مجھے جادو دیوتا کی کس قدر اذیتیں سہنا پڑی ہیں - انہوں نے میرے طلسم واپس کرنے کے لئے میری شکل بگاڑ کر رکھ دی ہے - دل تو چاہتا ہے کہ تمہیں میں قتل کر دوں اور

کوئی نفرت سے منہ موڑ لے گا اور مجھے زندہ رہنے کے لئے انسانوں کا خون پینا اور انسانوں کا گوشت کھانا پڑے گا۔ اور پھر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں اپنے محل کے ایک باغ میں پڑی تھی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ میں خود اپنا چہرہ تو دیکھ نہیں سکتی تھی۔ بہر حال یہ دیکھ کر میں لرز اٹھی کہ میرے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں بے حد لمبی لمبی اور عجیب بے ڈھنگی ہو گئی تھیں اور میری جلد کونٹے کی طرح سیاہی مائل ہو گئی تھیں اور میرے سارے بدن پر لمبے لمبے کانٹوں جیسے سیاہ بال آگے آئے تھے۔ یہ دیکھ کر میں بری طرح سے چیخ اٹھی مجھے تاخون جادوگر کے آخری الفاظ یاد آ گئے جو میں نے بے ہوش ہونے سے قبل سنے تھے یہ سوچ کر میں تمرا اٹھی اور پھر اچانک مجھے جیسے شدید بموک کا احساس ہوا۔ باغ میں پھلوں کے درخت بھی تھے میں نے ان میں سے چند پھل توڑ کر کھائے تو مجھے وہ بے حد ذائقہ اور عجیب سے معلوم

متہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر کے کتوں کے آگے ڈال دوں مگر اس طرح مر جانے سے میرا انتقام کبھی مکمل نہیں ہوگا۔ میں تمہیں زندہ رکھوں گا اور اس حال میں کہ تم سے دنیا تو کیا تم خود بھی اپنے آپ سے نفرت کرتی رہو گی اور تم مرنا بھی چاہو گی مگر تمہیں موت کبھی نہیں آئے گی۔ وہ مجھے مارتے ہوئے کہتا جا رہا تھا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر زور سے میری جانب جھٹکے مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے کسی نے جلتی ہوئی آگ میں پھینک دیا ہو۔ میرے سارے بدن میں اس قدر جلن ہو رہی تھی کہ میری خوفناک جھٹکوں سے خود میرا اپنا دل بھی دہل اٹھا اور پھر تکلیف جب میری برداشت سے باہر ہو گئی تو میرے ذہن میں اندھیرے نے یلغار کر دی۔

بے ہوش ہونے سے پہلے مجھے صرف مجھے اتنا یاد ہے کہ تاخون جادوگر نے مجھ سے کہا تھا کہ اس نے میری شکل ہکا بکا کر انتہائی بھیانک بنا دی ہے اور اب میں ساری عمر اسی طرح بھیانک صورت میں اپنی زندگی بسر کروں گی اور میرا بھیانک اور بد شکل چہرہ دیکھ کر ہر

ہوئے میں نے انہیں پھینک دیا اور دوسرے پہلے کھائے مگر میرے منہ کا ذائقہ پھر بھی خراب ہی رہا کہ اچانک باغ میں کہیں سے ایک محافظ آ نکلا وہ میرے سامنے آیا تو مجھے دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ اور وہ آنکھیں پھاڑے دشت زدہ انداز میں بہت بناوٹیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اسے دیکھ کر نہ جانے میرے دل میں کیا آیا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کی گردن دوچ لی۔ اس کے منہ سے چیخ بھی نہ نکلی اور وہ میرے ہاتھوں میں اس بری طرح سے تھپنے لگا۔ جیسے اس کی جان نکلی جا رہی ہو۔ اچانک مجھے یوں محسوس ہوا۔ جیسے میرے دانت لمبے ہو گئے ہوں۔ بے اختیار میں نے اس محافظ کی گردن پر اپنے دانت گلا دیئے۔ اس کا گرم گرم خون جب میری زبان پر لگا تو مجھے عجیب لذت کا احساس ہوا اور خون جب میرے حلق سے نیچے اترا تو اس کا مجھے اس قدر سرور آیا جو بیان سے باہر ہے اور میں اس کا خون پینے لگی۔

خون پی کر میں نے اپنے تیز دھار ناخنوں سے اس

کا گوشت نوچ نوچ کر کھانا شروع کر دیا۔ ہر کولیس بھیا میں کئی روز اسی باغ میں چھپی رہی اور جب بھی کوئی انسان اس طرف آتا میں اسے پکڑ لیتی اور نہ صرف مار کر اس کا خون پیتی بلکہ اس کا گوشت بھی نوچ نوچ کر کھا جاتی۔

محافظوں اور کچے لوگوں کے یوں اچانک روز روز گم ہونے کا سن کر بابا حضور کو فکر لاحق ہوئی اور وہ اس باغ میں بہت سے سپاہیوں کے ساتھ آ گئے۔ اس وقت میں ایک انسان کا گوشت کھا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر بابا حضور اور دوسرے لوگوں کے رنگ فق ہو گئے اتنے بہت سے لوگوں کو دیکھ کر میں بھی گھبرا گئی اور میں وہاں سے بھاگنے ہی لگی تھی کہ بابا حضور کے سپاہیوں نے مجھے پکڑ لیا اور موٹی موٹی زنجیروں میں جکڑ لیا۔ میری بھیانک اور خوفناک صورت دیکھ کر سب مجھ سے نفرت کر رہے تھے۔ مگر شاید کسی نے مجھے پہچانا نہیں تھا کہ میں اصل میں کون ہوں۔

بابا حضور نے مجھے اس قید خانے میں لا کر بند کر دیا اور انہوں نے کہا کہ وہ میری زندگی کا فیصلہ ایک

دو روز بعد میں کریں گے۔ اس وقت وہ اپنی بیٹی کے لئے پریشان ہیں۔ ان کی پریشانی دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں انہیں چچ چچ کر بتانے لگی پہلے تو انہوں نے میری بات نہ مانی پھر جب میں نے انہیں اپنی شناخت کے لئے بہت سی باتیں بتائیں تو وہ چونک کر میری طرف دیکھنے لگے۔

میں نے بابا سے کہا کہ وہ مجھے قتل کر دیں۔ ورنہ میں اسی طرح انسانوں کو مار مار کر کھاتی رہوں گی۔ مگر بابا نے میری بات نہیں مانی۔ انہوں نے مجھے آزاد کرانے کا حکم دیا مگر میں نے انہیں منع کر دیا اور اس دن سے آج تک میں ہمیں قید ہوں۔ مجھے روز کسی جانور کا خون پلایا جاتا ہے اور جانور ہی کا گوشت کھلایا جاتا ہے۔ میں بابا سے روز کہتی ہوں کہ مجھے اس خوفناک زندگی سے نجات دلا دیں۔ مگر بابا میری بات مانتے ہی نہیں۔ اب ہر کو لیس بھائی تم نے مجھ بد شکل سناریہ کو دیکھ ہی لیا ہے۔ تم خود سوچو کیا میں بد شکل سناریہ زندہ رہنے کے قابل ہے۔ کیا مجھے مر نہیں جانا چاہئے۔ بابا کو کھانا اور۔ اور تم مجھے قتل کر دو۔

میں زندہ نہیں رہنا چاہتی۔ مجھے مار ڈالو میرے بھائی۔ مجھے مار ڈالو۔ یہ سب بتا کر شہزادی سناریہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور ہر کو لیس جو مہسوت بنا شہزادی کی داستان سن رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بھی بھر آئیں اس نے آگے بڑھ کر پیار سے شہزادی سناریہ کے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔

”مت رو میری بہن۔ مت رو۔ تمہیں اس حال میں پہچاننے والا ایک جادوگر ہے اور میں اس جادوگر کو زمین کی تہ سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا۔ اس نے تمہیں جس عذاب میں مبتلا کیا ہے میں اس سے اس کا اس قدر بھیانک انتقام لوں گا کہ صدیوں تک اس کی روح جنتی چلاتی رہے گی اور اس کی بھیانک شکل دیکھ کر اس کی نسلیں بھی اس پر تھوکتی رہیں گی۔ ہر کو لیس کا غصے کی وجہ سے رواں رواں پھڑک رہا تھا اور اس کی آنکھیں سلگتے ہوئے انگوروں کی مانند سرخ ہو رہی تھیں۔

”ہم نے اس جادوگر کو بھی بہت تلاش کیا۔ ماہر تیراکوں نے سمندر کے اس حصے میں جا کر نیچے گہرائی

انہیں تسلی دی ۔

” فکر مت کریں بادشاہ سلامت ۔ میں اس جادوگر کو تلاش کروں گا اور اسے ہلاک کر کے سناریہ کو اصل صورت میں واپس لاؤں گا ۔ تم بھی گھبراؤ نہیں میری بہن ۔ اب تمہارا بھائی ہرکولیس آگیا ہے ۔ دیکھو وہ اس ظالم جادوگر کو تلاش کر کے اس کا کیا حشر کرتا ہے آئیے بادشاہ سلامت باہر چلیں ۔ میں ابھی اور اسی وقت اس جادوگر کی تلاش میں نکلنا چاہتا ہوں ۔“

ہرکولیس نے بیک وقت شاہ ارسمس اور شہزادی سناریہ سے کہا اور شاہ ارسمس نے مجھے مجھے انداز میں گردن ہلا دی اور ہرکولیس ایک بار پھر شہزادی سناریہ کو تسلیاں دیتا ہوا شاہ ارسمس کے ساتھ زندان سے باہر نکل آیا ۔

تک اس جادوگر کا محل تلاش کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ سب ناکام ہو کر واپس آ گئے ۔ ہم نے جب سترہ ششاسوں سے اس بابت دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ اس جادوگر کا محل اسی سمندر کے نیچے غیبی حالت میں کہیں موجود ہے اور اسے اس وقت تک تلاش نہیں کیا جا سکتا ۔ جب تک کہ تاحون جادوگر خود نہ چلے اور ہم نے شہزادی سناریہ کا علاج کرانے کی بھی بہت کوشش کی تھی ۔ اس بارے میں بھی ہمیں سترہ ششاسوں نے بتایا تھا کہ شہزادی سناریہ اسی صورت میں اپنی اصلی حالت میں واپس آ سکتی ہیں ۔ جب اس جادوگر کا محاصرہ ہو جائے گا ۔ اس جادوگر نے چونکہ اپنے جادو کے زور سے شہزادی کو بد صورت بنایا ہے اس لئے اس کی موت کے بعد ہی شہزادی اپنی اصل حالت میں واپس آ سکتی ہیں ورنہ ہمیں اب تم ہی بتاؤ ہرکولیس بیٹا ہم اس جادوگر کو کہاں تلاش کریں اور کس طرح سے ہلاک کریں اس بدبخت جادوگر کو ۔“ شاہ ارسمس نے کہا اور زارو قطار رونے لگے ہرکولیس نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر

ارسمس نے ہرکولیس سے کہا اور ہرکولیس جو کسی گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا - چونک کر شاہ ارسمس کی جانب دیکھنے لگا -

"کچھ بھی ہو بادشاہ سلامت میں نے سناریہ بہن سے وعدہ کیا ہے اور ہرکولیس جب بھی کسی سے وعدہ کرتا ہے اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتا جب تک کہ وہ اپنا وعدہ پورا نہیں کر لیتا - میں یا تو سناریہ بہن سے کیا ہوا وعدہ پورا کروں گا یا پھر اپنی جان دے دوں گا - ناکامی کی زندگی میں کبھی برواشت نہیں کر سکتا - ہرکولیس نے ہنالت پر اعمتاد لہجے میں کہا اور شاہ ارسمس اس کی جانب ممنونیت سے دیکھنے لگے -

"بادشاہ سلامت - آپ ذرا ان سترہ شناسوں کو بلوایئے - میں ان سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں -" ہرکولیس نے چند لمحے توقف کے بعد شاہ ارسمس سے کہا اور شاہ ارسمس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور زور سے تالی بجائی فوراً ہی ان کا ایک محافظ محاصرہ اندر داخل ہوا - اس نے تھک کر ہنالت مسوہانہ انداز میں شاہ ارسمس کو سلام کیا -

"بیٹا ہرکولیس تم اس جادوگر کو کہاں تلاش کرو گے - جبکہ تم اس کے بارے میں جانتے تک نہیں - وہ نہ جانے سمندر کے کس حصے میں اور کس غیبی محل میں رہتا ہے اور پھر سترہ شناسوں نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ جادوگر بے حد طاقتور اور خوفناک ہے وہ انسان تو انسان پھاڑ بھتنے دیوؤں اور جنوں کو بھی چٹکیاں بجاتے ہی ہلاک کر دیتا ہے - بڑے بڑے جادوگر جن اور دیو اس کے آگے پانی بھرتے ہیں - وہ چاہے تو ایک ہلکی سے پھونک مار کر بستی کی بستی کو جلا کر خاک کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہے -" شاہ





”ستارہ شناس تازی اور کوزو کو بلاؤ۔ انہیں کہو کہ وہ فوراً ہمارے حضور پیش ہوں۔“ شاہ ارسمس نے محافظ کی جانب دیکھتے ہوئے تحکمانہ انداز میں کہا اور محافظ نے ہنایت مؤدبانہ انداز میں سر جھکایا اور اپنے قدموں شاہ ارسمس کو سلام کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں دو بوڑھے ستارہ شناس بھوجی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے شاہ ارسمس اور ہرکولیس کو سلام کیا اور پھر شاہ ارسمس کے حکم سے وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔

”جی وہ ستارہ شناس ہیں جنہوں نے ہمیں شہزادی سناریہ اور تانخون جادوگر کے متعلق بتلایا تھا۔“ شاہ ارسمس نے ہرکولیس سے کہا اور ہرکولیس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہاں۔“ تو بابا آپ نے بادشاہ سلامت کو اس جادوگر کے متعلق جو باتیں بتائی تھیں کیا آپ مجھے وہ سب باتیں دوبارہ بتا سکتے ہیں اور کیا آپکا علم مجھے یہ بتا سکتا ہے کہ اگر میں اس جادوگر کو تلاش کرنا چاہوں اور اسے ہلاک کرنا چاہوں تو میں اسے کیسے

تلاش کرنا چاہیں تو اس کے لئے آپ کو کافی محنت کرنا ہوگی۔ جس جگہ شہزادی صاحبہ کا بھرا لٹا تھا۔ اس جگہ پہنچ کر اگر آپ سمندر میں بالکل سیدھے اترتے جائیں تو ایک خاص گہرائی میں پہنچ کر آپ کو عجیب سا احساس ہوگا۔ آپ کو اپنے جسم میں آگ سی لگتی ہوئی محسوس ہوگی۔ آپ اگر غنجر کی مدد سے اپنے بدن پر زخم ڈال کر خون نکالیں گے تو آپ کو گرمی کا احساس نہیں ہوگا اور اس سرخ خون میں آپ کو تاحون جادوگر کا محل دکھائی دے جائے گا۔

لیکن شہزادہ ہرکولیس اول تو اس محل میں داخل ہونا ہی ناممکن ہے دوسرا یہ کہ تاحون جادوگر جس کے بارے میں ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ وہ بے انتہا طاقتور اور خوفناک ہے اسے ہلاک کرنا تو اور بھی مشکل ہے اس کی موت اس صورت میں واقع ہو سکتی ہے کہ اگر کسی طرح اس کے عقب سے وار کر کے غنجر اس کی گردن میں مار دیا جائے اور اس کے سر پر ابھری ہوئیں تینوں نیلی انسانی کھوپڑیوں کو توڑ دیا جائے اس طرح اس جادوگر کی ساری طلسمی قوتیں ختم

تلاش اور ہلاک کر سکتا ہوں۔ ہرکولیس نے ان بوڑھے ستارہ شناسوں کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
 ہمیں چند لمحے دیکھئے شہزادہ ہرکولیس۔ ہم ابھی ستاروں کی چال معلوم کر کے آپ کو ساری تفصیل بتا دیتے ہیں۔ ایک بوڑھے ستارہ شناس نے کہا اور ہرکولیس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بوڑھے ستارہ شناسوں نے کاغذ قلم نکالے اور قلم کی مدد سے کاغذ پر اپنی سیدھی لکیریں بنانے لگے۔

وہ کافی دیر تک یوں ہی لکیریں بناتے اور کھینچتے رہے اور ایک دوسرے سے مشورے کرتے رہے پھر انہوں نے کاغذ قلم نیچے رکھ دیا اور ہرکولیس اور بادشاہ سلامت کی جانب دیکھتے ہوئے ایک ستارہ شناس کہنے لگا۔  
 شہزادہ ہرکولیس۔ ہم نے اس جادوگر کے بارے میں معلوم کر لیا ہے۔ وہ واقعی سمندر کی گہرائی میں موجود ایک غیبی محل میں رہتا ہے۔ اس کے پاس جادو کی بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ وہ اپنے ایک ہتکے سے ممبر کی بدولت بڑے سے بڑے پتھر کو بھی موم کی ماند پگھلا دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ اگر آپ اسے

یہاں تک کہ سبب میری زندگی سے ہی مایوس ہو گئے تھے ایسے میں یہاں ایک بزرگ آ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ اس مرض کا علاج ممکن ہے۔ اس کے لئے تجھے زندہ آگ میں جلنا ہو گا اور کم از کم دس روز تک گہرے پانی میں رہنا ہو گا۔

ان کی بات سن کر ہم گھبرا گئے مگر انہوں نے ایک انگوٹھی دیتے ہوئے ہمیں تسلی دی کہ آگ کا اس انگوٹھی کی وجہ سے مجھ پر کوئی اثر نہ ہو گا صرف میرے زہریلے پھوڑے جل کر ختم ہو جائیں گے اور پانی میں جانے سے پانی بھی تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس انگوٹھی کی بدولت میں آسانی سے پانی میں بھی سانس لے سکوں گا۔ میں نے ان بزرگ کی بات مان لی اور انگوٹھی پہن کر ان کی ہدایت پر عمل کیا۔ واقعی آگ نے مجھے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا اور میرے پھوڑے جل کر ختم ہو گئے اور جسم پر لگی ہوئی آگ ختم کرنے کے لئے تجھے دس روز تک پانی کے اندر رہنا پڑا اور بیٹا ہرکولیس یقین کرو۔ اس انگوٹھی کی وجہ سے میں پانی میں آسانی سے سانس لے سکتا تھا

ہو جائیں گی اور اسے پھر ہنایت آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی دوسری صورت نہیں ہے نہ ہی وہ جاوداگر سمندر سے باہر نکلتا ہے اور نہ وہ کسی اور ذریعے سے ہلاک ہو سکتا ہے۔" ستارہ شناسوں نے بتایا اور ہرکولیس پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت مشکل ہو گئی ہے۔ میں سمندر میں اتر تو جاؤں مگر میں سمندر میں سانس کس طرح سے لے سکوں گا۔ کب تک میں اپنا سانس روکے رکھ سکتا ہوں۔" ہرکولیس نے پریشانی کے عالم میں اپنی پریشانی رگڑتے ہوئے کہا۔

"اس کا حل میرے پاس ہے ہرکولیس بیٹا۔" اچانک بادشاہ سلامت نے کہا اور ہرکولیس چونک کر ان کی جانب دیکھنے لگا۔

"حیران مت ہو بیٹا۔ تجھے کافی عرصہ پہلے ایک بڑی عجیب بیماری لاحق ہو گئی تھی اور اس بیماری میں میرے سارے بدن پر بڑے بڑے زہریلے پھوڑے نکل آئے تھے اس کا علاج کوئی بھی حکیم نہیں جانتا تھا

مجھے احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ میں تازہ ہوا میں  
سائس لے رہا ہوں یا پانی میں ۔۔ شاہ ارسمس نے کہا  
اور ہرکولیس کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی ۔ اسے یاد آ  
گیا کہ اس نے شاہ ارسمس کی اس عجیب و غریب  
بیماری کے متعلق سنا تھا ۔

۔ بہت خوب بادشاہ سلامت آپ نے تو میری  
مشکل ہی حل کر دی ۔ لہٰذا وہ انگوٹھی مجھے دے  
دیتے ہیں ابھی سمندر میں جا کر اس بدبخت جادوگر کو  
نماش کرتا ہوں ۔۔ ہرکولیس نے کہا اور شاہ ارسمس  
نے اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں چھنی ہوئی سرخ  
نگینے والی انگوٹھی اتار کر ہرکولیس کو دے دی ۔ جسے  
ہرکولیس نے شاہ ارسمس کی ہدایات کے مطابق دائیں  
ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں پہن لیا ۔

ہرکولیس نے شاہ ارسمس سے اجازت لی اور پھر  
شاہ ارسمس کے ساتھ ساحل سمندر پر آگیا ۔ ایک  
عاص شابی کشتی میں سوار ہو کر وہ سمندر کے ایک  
گہرے حصے میں آگئے ۔

۔ یہ ہے وہ جگہ ہرکولیس بیٹا ۔ جہاں سناریہ کا مجرا

الٹا تھا اور سناریہ اس جگہ پانی میں گم ہو گئی تھی ۔  
شاہ ارسمس نے ہرکولیس سے مخاطب ہو کر کہا اور  
ہرکولیس نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

۔ ٹھیک ہے بادشاہ سلامت آپ میری کامیابی کی  
دعا کیجئے ۔ باقی جو آسمانوں کے مالک کو منظور ہوگا ۔  
وہی ہوگا ۔۔ ہرکولیس نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔  
کوئی ہتھیار نہیں لو گئے کیا ۔۔ شاہ ارسمس نے  
حیران ہو کر اس سے پوچھا ۔

ہرکولیس نے شاہ ارسمس سے صرف ایک ٹکڑا لیا  
اور پھر اس نے اچانک سمندر میں چھلانگ لگا دی ۔  
اسے سمندر میں چھلانگ لگاتا دیکھ کر شاہ ارسمس کی  
آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ آسمان کی جانب سر اٹھا  
کر ہرکولیس کی کامیابی کے لئے دل ہی دل میں دعائیں  
مانگنے لگے ۔ پھر انہوں نے شاہی کشتی کو واپس چلنے کا  
حکم دیا اور محافظوں نے کشتی کا رخ واپس ساحل کی  
جانب موڑ لیا ۔

پھر مطمئن انداز میں سر ملاتا ہوا نیچے گہرائی میں اترتا چلا گیا۔

جہرائی کی بات تھی کہ پانی میں اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ خشکی پر عام دن کی روشنی میں دیکھتا تھا۔ ہر کولیس سمجھ گیا کہ یہ بھی اس انگوٹھی کا ہی کمال ہو سکتا ہے۔ ورنہ اس نے تو سن رکھا تھا کہ سمندر کی گہرائی میں تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے۔

جوں جوں وہ نیچے اترتا جا رہا تھا۔ ہر کولیس کو اپنے بدن میں اچانک گرمی لگنے کا احساس ہونے لگا۔ یہ محسوس کر رہے ہر کولیس سمجھ گیا کہ وہ ٹھیک سمت آیا ہے اور وہ اس غیبی محل کے قریب پہنچ گیا ہے۔ جب وہ کافی گہرائی میں آ گیا اور اسے اپنے جسم کے جلنے کا احساس زیادہ ہونے لگا تو اس نے جلدی سے کمر میں اڑسا ہوا خنجر نکال لیا۔ پھر اس نے جلدی سے اپنی ایک ہتھیلی پر خنجر کی مدد سے بڑا سا زخم لگا۔

بے اختیار اس کے منہ سے سسکاری نکل گئی اور اس کی ہتھیلی سے خون تیزی سے نکلنے لگا اور ہر کولیس

پانی میں چھلانگ لگاتے ہی ہر کولیس ستارہ شناس کی ہدایت کے مطابق سیدھا پانی میں اترتا چلا گیا۔ اس نے خوف کے باعث اپنا سانس روک رکھا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے جس بزرگ نے یہ انگوٹھی شاہ ارسمس کو دی ہو اس کی تاثیر صرف شاہ ارسمس پر اثر انداز ہوتی ہو اور کوئی دوسرا اس سے فائدہ نہ لے سکتا ہو۔ اس نے ڈرتے ڈرتے اپنا سانس چھوڑا اور پھر آہستہ آہستہ سانس لیا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ پانی میں آسانی کے ساتھ سانس لے رہا تھا۔ اس نے ایک دو بار زور زور سے سانس لئے اور

کے ارد گرد موجود پانی تیزی سے سرخ ہوتا چلا گیا ۔  
خون نکلتے ہی ہر کولیس کو جلنے اور تپش کا احساس کم  
ہوتا ہوا محسوس ہوا اور پھر جوئی اس کا خون اس  
کے ارد گرد پھیلا ۔ اسے اپنے سامنے ایک بہت بڑا اور  
عظیم الشان محل دکھائی دینے لگا ۔ محل بالکل کسی  
شبیشے کی مانند بنا ہوا تھا اور اتنا بڑا تھا کہ یوں معلوم  
ہو رہا تھا جیسے آدھے سمندر میں صرف ہی ایک محل  
موجود ہو ۔ اس کا دوسرا سرا دکھائی ہی نہیں دے رہا  
تھا ۔

اس کے بڑے بڑے ستونوں والا ایک بہت بڑا  
دروازہ بھی دکھائی دے رہا تھا ۔ جس کے قریب عجیب  
جنوں جیسے طاقتور اور بھیانک شکلوں والے انسان  
کھڑے دکھائی دے رہے تھے ۔ ان کے ہاتھوں میں بے  
حد بڑے بڑے اور بھاری بھرکم گرز دکھائی دے رہے  
تھے ۔

یہ سب کچھ ہر کولیس کو خون کی سرخی میں بے حد  
دھندلا دھندلا سا دکھائی دے رہا تھا ۔ ہر کولیس کے قدم  
اس وقت سمندر کی زمین سے لگے ہوئے تھے ۔



ہرکولیس چھ لے اس محل اور دیو زاد انسانوں کی جانب دیکھتا رہا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ اس عجیب و غریب محل کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ دیو زاد خوفناک شکلوں والے انسان ہرکولیس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ ہرکولیس کو اپنی جانب آنا دیکھ کر وہ مڑ کر اس کی جانب دیکھنے لگے اور انہوں نے اپنے گرز دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ تھام لئے۔

”کون ہو تم اور اس طرف کیا لینے آئے ہو؟“ ان میں سے ایک گرز بردار دیو زاد انسان نے ہرکولیس کی جانب دیکھ کر ہنست گرجدار لہجے میں پوچھا۔

”میرا نام ہرکولیس ہے اور میں تمہارے آقا تاخون جادوگر سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔“ ہرکولیس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم جھوٹ بکتے ہو آقا نے آج تک کسی انسان سے ملنے کی خواہش نہیں کی۔ پھر تم ان سے کس لئے ملنے آئے ہو۔ کیا وہ تمہیں جلتے ہیں؟“ اس دیو زاد کا لہجہ سبہ جد کڑک دار تھا۔

”نہیں۔ تمہارا آقا مجھے نہیں جانتا۔ مگر میں اسے اچھی طرح سے جانتا ہوں اور تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں مجھے تاخون جادوگر نے نہیں بلایا بلکہ میں یہاں اس کا عاترہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس نے میری بہن کو جو اذیت پہنچائی ہے میں اس سے اس کا انتقام لینے کے لئے آیا ہوں۔“ اس بار ہرکولیس کے لہجے میں بھی بے حد سرد مہری تھی۔

”اوہ۔ تو تم آقا کے دشمن ہو۔ راجاک مار ڈالو اسے۔“ یہ آقا کا دشمن ہے۔“ اس دیو زاد نے بری طرح سے چوہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور دونوں گرز تھام کر ہنایت غصیلے انداز میں ہرکولیس کی جانب بڑھے۔ ہرکولیس جھپٹے ہی ان کے حملے کے لئے تیار تھا۔ وہ دونوں جوہنی گرز مارنے کے لئے اس کے قریب آئے اور انہوں نے ہرکولیس کو گرز مارنے چاہے ہرکولیس بھلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور اس نے ہنایت پھرتی سے گھومتے ہوئے ان دونوں دیو زادوں کے پیچھے آکر ان کی گردنیں پکڑ لیں۔

دونوں دیو زاد بے حد ہسے کئے اور مضبوط جسموں

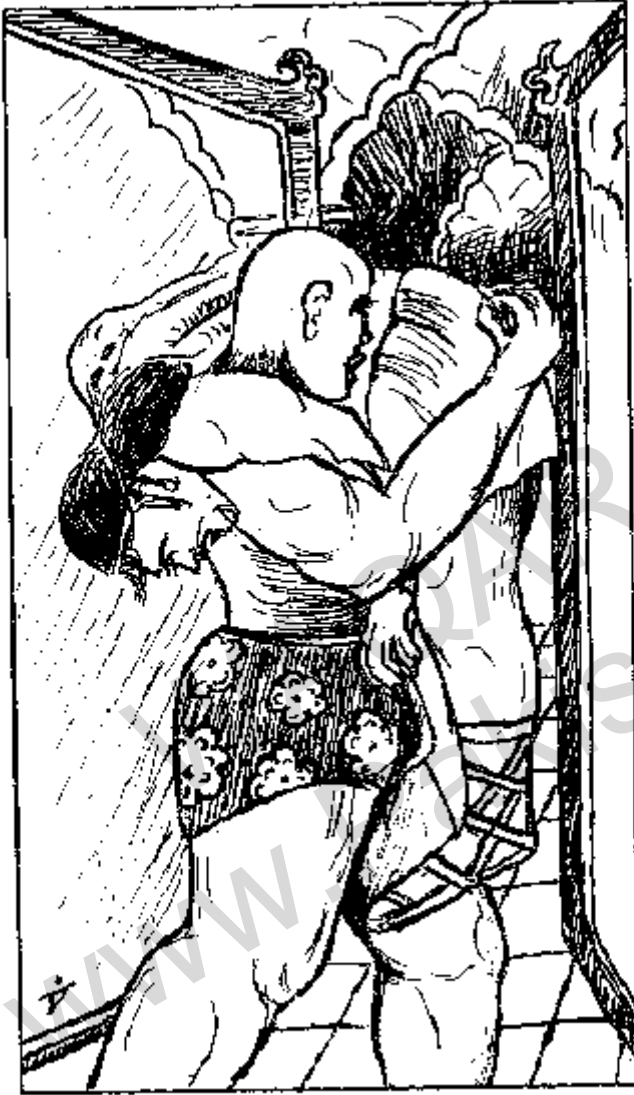
ہاتھ میں موجود گرز پکڑ گیا تھا۔ ہرکولیس پریشانی کے عالم میں کبھی دروازے اور کبھی ہاتھ میں پکڑے ہوئے گرز کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے گرز ایک طرف پھینک دیا اور آگے بڑھ کر اس نے دروازے پر دونوں ہاتھ لگا دیئے جیسے وہ اسے اپنی طاقت سے دھکیل کر کھولنا چاہتا ہو۔ مگر جونہی اس نے دروازے کو چھوا۔ ایک زور دار کڑا کا ہوا۔ دروازے اور اس کے سارے بدن میں نیلے رنگ کی بھلی لہرائی چلی گئی اور ہرکولیس کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ وہاں سے اچھل کر کئی فٹ دور جاگرا۔ اسے یوں معلوم ہوا جیسے اس کے سارے جسم سے یککٹ جان نکل گئی ہو جونہی وہ الٹ کر دور گرا۔ اسی وقت شیشے جیسا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور پھر اس میں سے ایک عجیب اور ہنایت خوفناک شکل داا دیو نکلا۔ اس کا بھرہ عام دیوؤں سے بے حد بڑا اور خوفناک تھا اور اس کا جسم بھی بے حد قوی ہیکل تھا۔ وہ دھم دھم قدم مارتا ہوا ہرکولیس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اس کے قریب پہنچ کر اس نے جھٹک کر ہرکولیس کو یوں اٹھا لیا

کے مالک تھے۔ لیکن ان میں ہرکولیس جتنی بھلا طاقت کہاں سے آسکتی تھی۔ ہرکولیس نے ان دونوں کی گردنوں کو پکڑ کر انہیں اٹھا لیا اور اس کے شکنجے میں بری طرح سے تھپنے لگے۔ ہرکولیس نے اپنی فولادی انگلیوں کو زور سے دبایا تو ان دیو زادوں کی گردن کی ہڈیاں کڑکڑاتی ہوئی ٹوٹ گئیں اور وہ دونوں مردہ چھپکیوں کی مانند ہرکولیس کے ہاتھوں میں لٹکنے لگے۔

ہرکولیس نے ان دونوں کو دور اچھال دیا۔ ان دونوں کے ہاتھوں سے ان کے گرز پھلے ہی گر چکے تھے ہرکولیس نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے وہاں کوئی اور دکھائی نہ دیا۔ اس نے مڑ کر محل کے بڑے شیشے جیسے دروازے کی جانب دیکھا پھر سر ہلا کر اس نے ایک مردہ دیو زاد کا گرز اٹھا لیا اور آگے بڑھ کر دروازے کے قریب آکھڑا ہوا اور پھر وہ زور زور سے گرز اس دروازے پر برسانے لگا۔

لیکن پوری قوت سے گرز دروازے پر مارنے کے باوجود دروازے پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جبکہ ہرکولیس کے





جیسے ہرکولیس ایک ننھا سا بچہ ہو۔ دوسرے ہی لمحے وہ مڑا اور ہرکولیس کو اٹھائے ہوئے تیزی سے محل کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ جونہی وہ ہرکولیس کو لے کر محل میں داخل ہوا۔ محل کا دروازہ آپ ہی آپ بند ہوتا چلا گیا۔

ہرکولیس بدستور بے حس و حرکت تھا۔ اس کی صرف آنکھیں اور ذہن ہی کام کر رہا تھا۔ باقی اس کا سارا جسم تقریباً مفلوج ہی تھا۔ خوفناک دیو اسے لئے ہوئے اس محل میں نہ جانے کہاں کہاں گھومتا رہا۔ پھر ہرکولیس کو یوں لگا جیسے اس نے اسے کسی پختہ فرش پر گر دیا ہو۔ اس کے بعد ہر طرف گہری تاریکی سی پھیل گئی تھی۔ شاید یہ کوئی تاریک کمرہ تھا یا پھر ہرکولیس کی ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا تھا۔

نہ جانے وہ کب تک اس طرح اندھیرے میں پڑا رہا پھر اچانک ہرکولیس کو بھاری قدموں کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد کمرہ ایک بار پھر روشنی سے بھر گیا۔

”آدم زاد۔ یہ آدم زاد پہاں کیسے آ گیا کون ہے۔“

بار دیکھ رہا ہوں - پھر اسے دروازہ کھولنے کا اصول کس طرح سے معلوم ہو گیا اور پھر باہر دونوں محافظ دیو کیوں مرے پڑے ہیں اور سب سے حیران کن بات یہ کہ کوئی بھی آدم زاد پانی میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا اور پانی میں آسانی سے سانس بھی نہیں لے سکتا - پھر یہ کیسے زندہ رہا - اس کے علاوہ اس نے میرے غیبی محل کو بھی زحونڈ لیا ہے جبکہ اسے تلاش کرنے میں بڑے سے بڑا جادوگر اور دیو بھی ناکام رہا ہے پھر یہ کیسے یہاں تک پہنچ گیا - دوسری آواز آئی اور ہرکولیس نے سوچا یہ آواز ضرور تاغون جادوگر کی ہے - اس کی آواز سن کر ہرکولیس کا خون کھول اٹھا اس کا دل چاہا کہ وہ اسی وقت اٹھ کر اس بدبخت جادوگر کی گردن دلوچ لے اور خنجر مار مار کر اس کے جسم کی بوٹیاں اڑا دے ، مگر نہ جاسنے کیوں وہ اپنے جسم کو ہلکی سی بھی حرکت نہ دے سکتا تھا -

آقا - اگر آپ کا حکم ہو تو میں اسے یونہی کچا چبا جاؤں - کہیں یہ آپ کا دشمن ہی نہ ہو - دیو نے کہا - دشمن - میرا دشمن ہونہد - مجھ سے دشمن کر کے

ہرکولیس کی سماعت میں ایک عجیب بھاری اور خوفناک سی آواز ٹکرائی -

معلوم نہیں آتا - باہر دونوں محافظ دیو بھی مرے پڑے ہیں - ان کی گردنوں کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی ہیں - اس آدم زاد نے ان کے گرز بھی ستر بار دروازے پر مارے تھے اور پھر ہمارے اصول کے تحت اس نے دونوں ہاتھ ایک ساتھ دروازے کو لگائے تھے جس سے مجھے علم ہو گیا کہ کوئی باہر آیا ہے - ظاہر ہے یہ کام وہی کر سکتا ہے جسے دروازہ کھولنے کا طریقہ معلوم ہو - میں جب دروازہ کھول کر باہر گیا تو یہ آدم زاد کافی دور گرا پڑا تھا - اس کا جسم مفلوج تھا میں اسے اٹھا کر یہاں لے آیا - دیو کی آواز آئی اور ہرکولیس دل ہی دل میں اس حسن اتفاق پر خوشی سے جھوم اٹھا کہ اس نے تو اپنی طرف سے دروازہ توڑنے کی کوشش کی تھی - اسے بھلا کیا معلوم تھا کہ ستر بار دروازے پر گرز مارے جائیں اور پھر اسے دونوں ہاتھوں سے چھوا جائے تو اس طرح دروازہ کھل جاتا ہے -

حیران کن بات ہے - میں اس آدم زاد کو پھلی

طویل سانس لے لے رہا تھا اس کے سامنے ایک تو وہی خوفناک شکل ۱۱۰ دیکھ کر موجود تھا جو اسے باہر سے اٹھا کر لایا تھا اور اس کے قریب ایک ہنارت بھیانک شکل ۱۱۱ انسان جس کے ماتھے کے اوپر بالوں میں تین لمبے رنگ کی عجیب انسانی کھوپڑیاں ابھری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ کھڑا ہرکولیس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر ہرکولیس کو یقین ہو گیا کہ یہی وہ تاغون جادوگر ہے۔ جس کا شہزادی سناریہ نے اسے حلیہ بتایا تھا۔

”کون ہو تم آدم زاد اور تم میرے محل تک کس طرح سے پہنچے ہو۔“ اس خوفناک چہرے والے انسان تاغون جادوگر نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے ہنارت خوفناک لہجے میں سوال کیا۔

”تمہاری موت ہوں میں تاغون جادوگر اور میں یہاں تمہیں مارنے کے لئے آیا ہوں تم نے میری بہن شہزادی سناریہ کو جس حال میں پہنچایا ہے۔ وہ اسی صورت میں دوبارہ اصل حالت میں آ سکتی ہے کہ تم جیسے ظالم اور خطرناک جادوگر کو ہلاک کر دیا جائے۔“

کسی نے کیوں خواہ مخواہ عذاب مول لینا ہے اور تم کیا سمجھتے ہو کہ اس روئے زمین پر مجھ سے بڑا کوئی جادوگر ہو سکتا ہے، دنیا کا بڑے سے بڑا جادوگر پانی میں ایک لمحہ بھی نہیں گزار سکتا جبکہ میں ایک عرصہ سے اس سمندر میں رہ رہا ہوں اور اس سمندر کا ہر جانور میرا تاج ہے۔ مجھے پہلے اس شخص کے بارے میں جان لینے دو کہ یہ کون ہے اور یہاں تک کیسے اور کس لئے پہنچا ہے پھر میں اسے تمہارے حوالے کر دوں گا تم اسے چاہے کچا چبانا یا بھون کر کھانا میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ تاغون جادوگر کی آواز آئی اور ہرکولیس نے دل ہی دل میں سکون کا سانس لیا۔ اگر اسے سچی اس مفلوج حالت میں وہ دیکھ جاتا تو بھلا وہ کسی کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔ ہرکولیس ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ یقیناً اسے زور دار جھٹکا لگا۔ اسے اپنے سارے جسم میں ہیلیاں سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئیں اور پھر اس کے جسم کی توانائی لوٹ آئی۔

ہرکولیس اپنے جسم میں حرکت محسوس کرتے ہی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ ایک

کر دوں - میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی آپ کے ساتھ اس قدر اونچی آواز میں بات کرنے کی جرأت کرے - تاغون جادوگر کے قریب کھڑے سمندری دیو - غصیلے لہجے میں کہا -

"نہیں سمندری دیو - ابھی نہیں - یہ تو مجھے کوئی سر پھرا انسان معلوم ہوتا ہے - تم بے وقوفوں والی باتیں نہ کرو - یہ بھلا مجھے کیسے ہلاک کر سکتا ہے - میں چاہوں تو اسے ایک لمحے میں جلا کر خاکستر کر سکتا ہوں - مجھے اس سے پہلے پوچھ تو لینے دو کہ یہ آخر یہاں تک پہنچ کیسے اور اس نے میرے نہیں محل کو کیسے ڈھونڈ لیا ہے - میری پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ کہیں میرے بوائے ہوئے اس ظلم میں کوئی غامی تو نہیں رہ گئی - اگر یہ ایک معمولی آدم زاد اس قدر آسانی سے یہاں پہنچ گیا ہے تو کل کو کوئی اور بھی یہاں پہنچ سکتا ہے - تاغون جادوگر نے کہا اور دیو نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ تاغون جادوگر کی بات سمجھ گیا ہو -

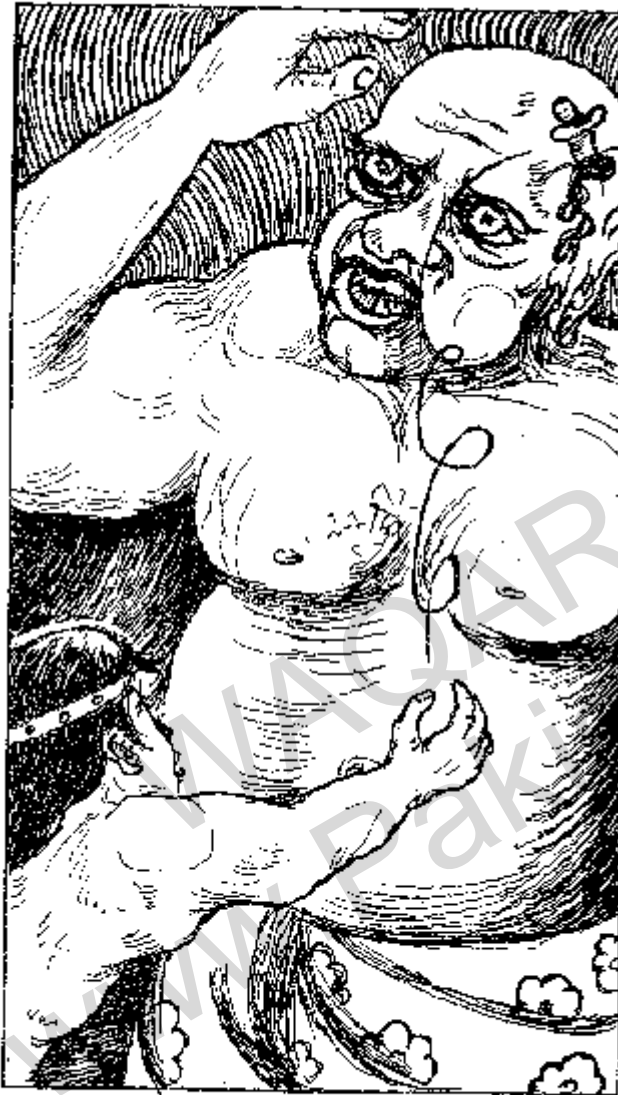
"ہاں تو آدم زاد - پہلے تم مجھے اپنا نام بتاؤ اور پھر

اب تم مرے کے لئے تیار ہو جاؤ - تم میرے ہاتھوں نہیں بچ سکتے - ہرکولیس نے اس کی جانب غوفی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا -

"کیا کہا - تم مجھے مارنے آئے ہو - تاغون جادوگر کو تم - ہا - ہا - ہا - سنا سمندری دیو یہ معمولی آدم زاد مجھے مارنے کے لئے یہاں آیا ہے - مجھے - تاغون جادوگر ہرکولیس کی بات سن کر زور سے ہنس پڑا - اس کی ہنسی بھی اس کی طرح بے حد خوفناک تھی - اسے ہنستا دیکھ کر سمندری دیو بھی ہنسنے لگا -

"ہنسو مت تاغون جادوگر - موت کو اپنے سامنے دیکھ کر بڑے بڑوں کی ہنسی بند ہو جاتی ہے تم ہنس رہے ہو - مرے کے بعد تمہاری روح ہمیشہ روتی ، چیختی اور چلاتی رہے گی - کیونکہ میں تمہیں اس قدر خوفناک موت سے ہمکنار کروں گا - جس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے - ہرکولیس کے لہجے میں بے حد سفاکی تھی -

"تم آقا آپ کی شان میں گستاخی کر رہے ہو آدم زاد - آقا مجھے حکم دیں میں اس آدم زاد کو فوراً ہلاک



یہ بناؤ کہ تم کہاں کس طرح سے پہنچے ہو یا تمہیں  
 کہاں پہنچانے والا کون ہے۔۔۔ تاغون جادوگر نے  
 ہرکولیس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کا لہجہ بے  
 حد سرد تھا۔

ہرکولیس نے خنجر کمر بند سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ  
 لیا تھا۔ وہ تاغون جادوگر کی جانب غور سے دیکھ رہا  
 تھا۔ تاغون جادوگر اور دیو نے اس کے ہاتھ میں  
 موجود خنجر کو دیکھ لیا تھا۔ مگر وہ دونوں اس خنجر کو  
 دیکھ کر ذرہ بھر بھی پریشان نہیں ہوئے تھے۔ شاید  
 وہ اسے کوئی اہمیت ہی تھیں دے رہے تھے۔

ہرکولیس نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا اور اس نے  
 خنجر کو نوک سے پکڑ کر پوری قوت سے اسے سمندری  
 دیو کی جانب کھینچ مارا۔

خنجر کو اپنی جانب آنا دیکھ کر ایک لمحے کے لئے  
 سمندری دیو بوکھلا گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ پیچھے  
 ہٹتا۔ ہرکولیس کا پوری قوت سے پھینکا ہوا خنجر صین  
 اس دیو کی پیشانی سے ٹکرایا۔ دوسرے ہی لمحے خنجر  
 اس دیو کی پیشانی میں دسے تک دھنسا چلا گیا۔ دیو

لیا ۔

”لے جاؤ اس آدم زاد کو اور اسے لے جا کر ہڈیوں کے ہنجرے میں بند کر دو ۔ اس نے سمندری دیو کو زخمی کر دیا ہے ۔ میں اس کو دیکھتا ہوں ۔ اگر یہ مر گیا تو مجھے بے حد دکھ ہوگا ۔“ تاغون جادوگر نے چیخ کر ان نمودار ہونے والے دیوؤں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا ۔ ان دونوں سیاہ دیوؤں نے ہرکولیس کو بری طرح سے بازوؤں سے پکڑ رکھا تھا ۔ ہرکولیس نے ان سے اپنے ہاتھ بازو چھڑانے کے لئے بڑا زور لگایا لیکن وہ واقعی اس قدر طاقتور تھے کہ ہرکولیس ہزار کوشش کے باوجود خود کو ان سے نہ چھڑا سکا اور وہ دونوں دیو اسے کھینچتے ہوئے ایک جانب لے گئے ۔

مختلف جگہاں سے ہوتے ہوئے وہ ایک ایسی جگہ پر آ گئے جہاں کچیلوں کے بڑے بڑے کانٹوں اور سمندری جانوروں کی ہڈیوں سے مہمانست بنیاد وغریب ہنجرے بنے ہوئے تھے ان ہنجروں میں کچھ انسانوں کی مردہ لاشیں دکھائی دے رہی تھیں اور کچھ ہنجرے میں بڑے بڑے درہ ہیکل جن اور دیو بندہ نظر آ رہے تھے

کے منہ سے ایک دلہوز جیج لگی اور وہ دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر ہراتا ہوا زمین پر گر گیا اور بری طرح سے تڑپنے لگا ۔ اس نے ماتھے سے خنجر ایک جھٹکے سے نکال پھینکا ۔ جونہی اس نے پیشانی سے خنجر نکالا اس کی پیشانی سے خون فوارے کی مانند چھوٹ نکلا اور ہر طرف پانی میں مہانت تیزی سے پھیلتا چلا گیا ۔

ہرکولیس نے ایک طرف ہڑا ہوا خنجر اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے تاغون جادوگر کی جانب لپکا جو حیران دہشتان اور پھٹی پھٹی نظروں سے غصپتے ہوئے سمندری دیو کی جانب دیکھ رہا تھا ۔ شاید اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب اچانک کیسے ہو گیا ہے ۔ لیکن اس نے جو آدم زاد کو خنجر اٹھا کر اپنی جانب آتے دیکھا تو بے اختیار اس نے اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر ایک انگلی اس کی جانب کر دی ۔ ہرکولیس کو ایک زوردار تھنکا لگا اور وہ پانی میں بری طرح سے چکراتا ہوا دور جاگرا ۔ اس سے قبل کہ وہ دوبارہ اٹھتا عین اسی وقت اس کے قریب سیاہ رنگ کے دو طاقتور دیو نمودار ہوئے اور انہوں نے جلدی سے ہرکولیس کو پکڑ

نہ کھا جائیں اور یہ جب چاہیں یہاں آ کر اپنی بھوک  
مٹالیں۔ مگر آج ہم پھلی بار تم زندہ انسان کو اس  
پتھرے میں بند ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ کیا تم بھی کوئی  
تاغون جادوگر کی طرح بہت بڑے جادوگر ہو جو اس  
قدر آسانی سے پانی میں سانس لے رہے ہو۔ ایک  
پتھرے میں بند ایک جن نے ہرکولیس سے مخاطب ہو  
کر پوچھا۔

”نہیں۔ میں جادوگر نہیں ہوں۔ میرا نام  
ہرکولیس ہے اور میں یہاں اس جادوگر کو ہلاک کرنے  
کے لئے آیا تھا۔ میں اسے ہلاک کر ڈالتا۔ لیکن  
میرے ذہن سے یہ بات نکل گئی تھی کہ اس جادوگر کو  
کس طرح سے ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ میں اسے دیکھ کر  
غصے میں آ گیا تھا اور فوراً ہی اس سے ٹکرانے کا فیصلہ  
کر لیا اور اس نے مجھے جادو کا وار کر کے بے بس کر  
دیا۔ کاش اس کے پاس جادو نہ ہوتا تو میں دیکھتا وہ  
کس طرح سے میرے ہاتھوں زندہ بچتا ہے۔ ہرکولیس  
بدستور غصے میں تھا۔ وہ پتھرے کی کانٹوں جیسی  
سلاخوں پر پورا زور صرف کر رہا تھا کہ کسی طرح وہ

دونوں سیاہ فام دیو اسے ایک خالی پتھرے کے پاس  
لے آئے۔ ان دونوں دیوؤں نے مل کر پتھرے کو زور  
سے کھینچا تو پتھرے میں ایک خلا سا پیدا ہو گیا۔  
انہوں نے اس خلا میں سے ہرکولیس کو پتھرے میں  
دھکیل دیا۔

پتھرہ گول طرز پر بنا ہوا تھا اور اندر سے بالکل خالی  
تھا۔ پتھرے میں پانی ہونے کی وجہ سے مچھلیاں چکرا  
رہی تھیں جو ہرکولیس کو اندر آتے دیکھ کر گھبرا کر وہاں  
سے نکل گئی تھیں۔ ہرکولیس ان ہڈیوں اور کانٹوں  
کے عجیب و غریب پتھرے کی درزوں میں سے ان  
دیوؤں کو دیکھ رہا تھا۔ جو اسے پتھرے میں قید کر کے  
ایک دوسرے مردہ انسانوں کے پتھرے کی جانب بڑھ  
گئے تھے۔ انہوں نے پتھرے میں سے انسانوں کی  
لاشیں نکال لیں اور پھر ان کے ٹکڑے کر کر کے  
ہنالت اطمینان سے کھائے گئے۔

”اے آدم زاد یہ دیو تو صرف مردہ آدم زادوں کو  
یہاں لاتے ہیں اور ان کی لاشوں کو پتھرے میں اس  
لئے بند کر دیتے ہیں تاکہ ان لاشوں کو سمندر کے جانور

اسے توڑ کر اس میں سے آزاد ہو جائے۔ مگر کائناتوں کی  
سلاخیں بے حد مضبوط تھیں۔

”کیا کہا۔ تم تانوں جادوگر کو ہلاک کرنے آئے ہو  
حیرت ہے۔ یا تو تمہارا دماغ خراب معلوم ہوتا ہے یا  
شاید ہم نے غلط سنا ہے۔ بھلا ایک عام آدم زاد  
تانوں جادوگر کو کس طرح سے ہلاک کر سکتا ہے۔  
اسے تو ہم جیسے طاقتور دیو بھی ہلاک کرنے میں ناکام  
رہے ہیں۔“ اسی جن نے کہا۔

اس نے زبردستی ہمارے سمندر پر قبضہ کر لیا تھا۔  
جس پر ہم سب سمندری دیوؤں کو اس جادوگر پر بہت  
غصہ آیا اور ہم نے مل کر پوری طاقت سے اس جادوگر  
پر حملہ کر دیا۔ مگر اس جادوگر کی طاقتوں کے آگے  
ہماری ایک نہ چلی اور اس نے ہمارے بہت سے  
ساتھی مار ڈالے اور ہمیں یہاں لا کر قید کر دیا۔ اب  
وہ روزانہ ہم میں سے ایک دیو یا جن کو ہلاک کرتا ہے  
اور خون پی کر گوشت تک ہڈیوں سمیت چبا جاتا ہے۔  
پھر بھلا نہیں کیا سوچھی جو تم ایک عام انسان ہو کر  
اس جادوگر سے ٹکر لے بیٹھے۔ کیا دشمنی تھی تمہاری

اس کے ساتھ۔ ایک دوسرا دیو حیرت بھرے لہجے  
میں کہتا چلا گیا۔

”تم سب بے وقوف ہو۔ اس دنیا میں کوئی بھی  
کسی پر حاوی نہیں ہوتا۔ اگر عقل اور طاقت سے کام  
لیا جائے تو انسان بڑے سے بڑے کام کو پورا کر لیتا  
ہے اور میں جس کام کا ایک بار ارادہ کر لیتا ہوں اس  
وقت تک پیچھے نہیں ہٹتا جب تک کہ اسے پورا نہ کر  
لوں۔ میں یہاں اس جادوگر کی موت بن کر آیا ہوں  
اور تم دیکھ لیتا میں اسے یہاں سے ہلاک کر کے ہی  
واپس جاؤں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔“ ہرکولیس نے  
ہنالت پر اعتماد لگے میں کہا اور سب دیو اور جن اس  
کی بات سن کر زور زور سے ہنستے ہوئے اس کا مذاق  
اڑانے لگے۔ مگر پھر ان کی ہنسی ان کے ہونٹوں میں  
بی دب کر رہ گئی جب انہوں نے اس آدم زاد کو پوری  
طاقت لگا کر پیچھے کی سلاخیں توڑتے دیکھا۔

ہرکولیس نے واقعی اس پیچھے کو توڑ دیا تھا۔ وہ  
پیچھے کو توڑ کر باہر آ گیا۔ اس نے فضیلی نظروں  
سے ان جنوں اور دیوؤں کی جانب دیکھا۔ پھر کچھ



سوچ کر وہ آگے بڑھا اور اس نے دیوؤں کے پیئروں پر بھی اور آزمائی کر کے انہیں توڑ دیا اور انہیں پیئروں سے آزاد کر دیا۔

لوٹے ہوئے پیئرے دیکھ کر پہلے تو ہنسنے لگے اور دیوؤں کو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آیا۔ مگر پھر وہ پیئرے سے باہر آکر دیوانہ وار خوشی سے رقص کرنے لگے۔

”اودہ - آدم زاد تم - تم بہت طاقتور ہو بہت زیادہ طاقتور - ہم تو سب مل کر بھی ان پیئروں کو انہیں توڑ پائے تھے اور تم نے انہیں اس قدر آسانی سے توڑ لیا تم انسان نہیں ہو سکتے - نہ ہی تم کوئی جن یا دیو معلوم ہوتے ہو - سچ کچھ بتاؤ - تم کون ہو - ایک جن نے ہیرکولیس کو اٹھا کر کاندھے پر اٹھاتے ہوئے کہا - میں جن دیو کو واقعی نہیں ہوں - البتہ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ میں انسان بھی نہیں ہوں - آسمانوں کے مالک نے مجھے انسان بنایا ہے اور مجھ میں جو طاقت ہے وہ بھی اس کی دی ہوئی ہے - تم مجھے چھوڑو میں تانہن ا جادوگر کے پاس جانا چاہتا ہوں - وہ جب



تک زندہ رہے گا۔ میری بہن اس وقت تک اس کے عذاب میں مبتلا رہے گی۔ ہرکولیس نے دیو کے کاندھے سے اترتے ہوئے کہا۔

تاخون جادوگر۔ اودہ اودہ وہ تو اس وقت اپنے محل سے باہر سمندری پہاڑیوں کی طرف جا رہا ہے۔ سمندر میں ایک چہار ڈوبنے کی وجہ سے ایک لڑکی گر کر نیچے آگئی ہے۔ تاخون جادوگر اسے پکڑنے جا رہا ہے۔ گر تم کہو تو میں تمہیں ان پہاڑیوں تک پہنچا دوں۔ اس دیو نے ہرکولیس سے کہا۔

اودہ ہاں۔ ضرور۔ جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ وہ اس بے گناہ لڑکی کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچائے میں اسے بچانا چاہتا ہوں۔ ہرکولیس نے جلدی سے کہا اور اس دیو نے اپنا بڑا سا سر ہٹا دیا اور اس نے دوسرے جنوں کو ہدایات دیں کہ وہ اس تاخون جادوگر کے محل کی طرف جائیں اور اس کے آنے تک محل کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں۔ اس نے کہا کہ وہ اپنے ایک خاص علم سے دیکھ رہا ہے کہ تاخون جادوگر کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے اور اس جادوگر کی

موت اس آدم زاد کے ہاتھوں ہی نکلی ہوئی ہے۔ دوسرے جنوں کو ہدایات دے کر اس نے ہرکولیس کو اپنے کندھے پر بٹھایا اور پھر وہ کسی تیز رفتاری چھلی کی طرح ہنالت تیز رفتاری سے ایک طرف تیرتا چلا گیا۔ ایک جگہ ہرکولیس کو اپنا خنجر پڑا ہوا دکھائی دیا جب دیو غالباً اسے بھترے میں بند کرنے کے لئے اس طرح لا رہے تھے تب اس وقت ہرکولیس کے ہاتھ سے کہیں گر گیا تھا۔ ہرکولیس نے اس دیو کو دیس رکھنے کا کہہ کر جلدی سے اس خنجر کو اٹھا لیا اور دیو اسے لئے ہوئے سمندری پہاڑی کی طرف تیرنے لگا اور پھر پہاڑیوں کے نزدیک پہنچ کر وہ رک گیا۔

لو۔ آدم زاد اس نیلی پہاڑی کی دوسری جانب تاخون جادوگر اس لڑکی کو پکڑنے والا ہے۔ میں اس کے سامنے گیا تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔ دیو نے کہا اور اس نے ہرکولیس کو وہیں ابلکہ دیا۔ ہرکولیس نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے اس نیلی پہاڑی چٹان کی طرف بڑھنے لگا جس طرف سمندری دیو نے اشارہ کیا تھا۔ اس جگہ پانی اس قدر صاف و شفاف تھا کہ وہاں

گرفت لڑکی کی گردن سے ڈھیلی ہو گئی اور وہ لڑکھڑا گیا  
ہرکولیس نے ایک ہاتھ سے اس کے بال پکڑ اور  
دوسرے ہاتھ کا مکہ پوری قوت سے اس کے بالوں میں  
اُبھری ہوئی نیلی کھوپڑیوں پر مارا - ایک زور دار  
کڑا کے کی آواز کے ساتھ اس کی کھوپڑیاں ٹوٹ گئیں -  
کھوپڑیاں ٹوٹتے ہی جادوگر کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی  
اور وہ پانی میں بہراتا ہوا دور ہٹ گیا اور بری طرح  
سے تھپتھپا لگا - یہ دیکھ کر ہرکولیس تیزی سے اس کی  
جانب بڑھا - مگر عین اسی وقت پہاڑی کے عقب سے  
اسے یہاں لانے والا وہ نکل کر جادوگر کے سامنے آ گیا  
اس نے لپک کر تھپتھپا ہوئے جادوگر کو پکڑ لیا -

”بس آدم زاد تمہارا کام ختم ہو گیا - تم نے اس  
کی کھوپڑیاں توڑ کر اس کا سارا جادو ختم کر دیا ہے -  
یہ چونکہ ہمارا مجرم ہے اس لئے اب ہم اسے اس کے  
جرم کی سزا دیں گے - تم اس آدم زاد لڑکی کو لے کر  
جلدی سے سطح سمندر پر چلے جاؤ - لوگ اسے ڈھونڈ  
رہے ہیں - تم تو پانی میں سانس لے رہے ہو مگر یہ  
لڑکی زیادہ دیر پانی میں زندہ نہیں رہ سکتی -“ اس دیر

کا ماحول بالکل خفگی جیسا لگ رہا تھا تیز روشنی تھی اور  
ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ہر طرف پہاڑیوں میں  
دھوپ چمک رہی ہو -

ہرکولیس جو بھی نیلی پہاڑی کی دوسری ایک چٹان پر  
پرہٹا وہ ٹھٹھک کر رک گیا - اس کے سامنے تاخون  
جادوگر ایک ہنایت خوبصورت لڑکی کو جس نے سرخ  
رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور جس کے سنہری بالوں  
پر نیلے رنگ کے موتیوں کی مالا نظر آ رہی تھی کو گردن  
سے پکڑے ہوئے قہقہے لگا رہا تھا - لڑکی کی آنکھیں  
پھٹی ہوئی تھیں اور اس کے منہ سے ایسی آوازیں نکل  
رہی تھیں جیسے وہ بمشکل سانس لے رہی ہو - یہ دیکھ  
کر ہرکولیس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا -

”تاخون جادوگر -“ وہ غصے کی شدت سے چلایا اور  
پھر اس نے اچانک اس پر پھلانگ لگا دی اس نے  
خنجر والا ہاتھ بلند کیا اور اس سے قبل کہ اس کی آواز  
سن کر تاخون جادوگر اس کی جانب پلٹ کر دیکھتا -  
ہرکولیس کا خنجر اس کی گردن میں اتر چکا تھا - ایک  
لمحے کے لئے تاخون جادوگر کو زور دار جھٹکا لگا - اس کی

نے تیز تیر لہجے میں کہا -

”مگر - میں اسے ہلاک کرنے کی قسم کھا کر آیا تھا یہ ہلاک ہو گا تب میری بہن ٹھیک ہو گی اس لئے بہتر ہے کہ اسے میرے حوالے کر دو یا پھر اسے میرے سامنے ہلاک کر دو - ہرکولیس نے غصیلے لہجے میں کہا -

”بہنیں - ہم اسے سب جتنوں اور دیوؤں کے سامنے لے جا کر ہلاک کریں گے - ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں آدم زاد کہ یہ جاوگر ابھی اور صرف چند ہی لمحوں میں ہلاک ہو جائے گا - تمہارے سطح سمندر تک جاتے ہی ہم اسے موت کے منہ میں پھانچا دیں گے - اس دیو نے جواب دیا - مگر ہرکولیس نہ مانا - مجبوراً اس دیو نے ناغون جاوگر کی گردن ایک جھکے سے توڑ کر اس کے بدن سے الگ کر دی - تب ہرکولیس کو اطمینان ہوا اور وہ جلدی سے اس لڑکی کی طرف بڑھا جو اس دوران بے ہوش ہو چکی تھی کو پکڑ کر اوپر سطح سمندر کی جانب تیرنا چلا گیا -

سطح پر بہت سی کشتیاں تیر رہی تھیں جن میں موجود

شاہی تیراک ڈوبنے والے لوگوں کو سمندر سے نکال رہے تھے - انہوں نے ہرکولیس اور لڑکی کو بھی اس جہاز کے مسافر سمجھا جو ڈوب گیا تھا اور انہوں نے انہیں کھینچ کر باہر نکال لیا - ہرکولیس نے ان سے کوئی بات نہ کی اور ساحل پر آ کر وہ شاہی محل کی جانب بڑھ گیا - جب وہ محل میں پہنچا تو ہر طرف خوشیوں کے شادیانے بج رہے تھے - ہرکولیس کو بتایا گیا کہ شہزادی سناریہ اپنی اصل حالت میں واپس آ گئی ہے - تب ہرکولیس بہت خوش ہوا -

اور جب شاہ ارکس اور شہزادی سناریہ کو ہرکولیس کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ بھاگے بھاگے محل سے اس کے استقبال کے لئے باہر آ گئے اور شاہ ارکس تو خوشی سے دیوانہ ہو کر ہرکولیس سے لپٹ گیا - شہزادی سناریہ کو اصل شکل میں دیکھ کر ہرکولیس کو سکون سا آ گیا - شہزادی کی آنکھوں میں ہرکولیس کے لئے بے پناہ پیار تھا اور وہ پیار بھری نگاہوں سے ہرکولیس کی جانب دیکھ رہی تھی -

آخر اس کے بھائی ہرکولیس نے اپنے وعدے کے



## ہرکولیس اور خوناک شیطان

مصنف: ظہیر احمد

قاموس۔ جو شاہزیوں کے دربار میں اپنی بی بی کی بازیابی کی فریاد دیا تھا۔  
کالا راستہ۔ جس میں سے نکلنے کے لیے ہرکولیس کے پاس کوئی راستہ نہیں  
تھا۔ کیا ہرکولیس کالے راستے سے نکل سکا؟

سات شیطان۔ جو ایک کے بعد ایک ہرکولیس کے مقابلے پر آ رہے تھے۔  
سات شیطان۔ جن کے مقابلے پر ہرکولیس شدید یاد کا شکار ہو گیا۔ کیوں؟  
رہو سس۔ کون تھا اور وہ کس کی مدد کر رہا تھا؟

جیرکاس جادوگر۔ جو ہرکولیس کو ہر قیمت پر ہلاک کرانا چاہتا تھا۔ کیوں؟  
وہ لکھ۔ جب ہرکولیس کو بے رحم شہزادہ فتنہ پڑا۔ کیوں؟

وہ لکھ۔ جب جیرکاس جادوگر کو خود ہرکولیس کے مقابلے پر آ پڑا اور پھر

جادو طلسم اور ہرکولیس کی خوناک لڑائیوں سے بھر پور ایک

خوبصورت ناول۔ شائع ہو گیا ہے۔ آج ہی اپنے قریبی

بکسٹال یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں۔

یوسف برادرز  
الحمد مارکیٹ  
لاہور  
غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار

مطابق اسے اس کی شکل واپس دلا دی تھی تو اس کے  
دل میں اس کے لئے محبت کیوں نہ ہوتی۔

ہرکولیس کئی روز ان لوگوں کا مہمان رہا۔ پھر وہ  
ایک روز اس خیال سے کہ اس کے جانے سے سب  
لوگ اداس ہو کر اسے روک نہ لیں وہ خاموشی سے  
واپس اپنے وطن کی جانب ہو لیا۔ کیونکہ اسے اپنے  
وطن کی یاد ستانے لگی تھی وہ اپنے وطن کی مٹی سے  
بے حد محبت کرتا تھا۔

ختم شد

بچوں کے لیے عمر و عیار کی نئی کہانی

# عمر و عیار ملکہ حیرت جادو

مصنف ظہیر احمد

شہزادی ساسان جادو: جو عمر و عیار کی مدد حاصل کرنا چاہتی تھی۔

ملکہ حیرت جادو: جو عمر و عیار کے انتقام لینے کے خوف سے ایک خفیہ محل میں جا چھپی تھی۔ وہ خفیہ محل کہاں تھا۔ کیا عمر و عیار کے لیے اس خفیہ محل کو تلاش کرنا آسان تھا۔

عمر و عیار: جب ظلم ہوشربا میں داخل ہوا تو اسے سیاہ جادوگروں نے گرفتار کر لیا اور شہنشاہ افراسیاب کے سامنے اسے ہلاک کر کے اس کی لاش کے ٹکڑے آزاد دیئے گئے۔

عمر و عیار: جس کی ہلاکت کی تصدیق سامری جادوگر کی روح نے بھی کر دی۔ طاغوت جادوگر: جس نے ملکہ حیرت جادو کی حفاظت کا ذمہ لے کر خفیہ محل میں مانتور ظلمت کا عم کروائے تھے۔

شہزادی ساسان جادو: جس کا دامغ پلٹ گیا تھا اور وہ عمر و عیار کی دشمن بن گئی وہ لمحہ: جب شہزادی ساسان جادو نے عمر و عیار کو زبردستی سے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔

وہ لمحہ: جب عمر و عیار شہزادی ساسان جادو کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔

ملکہ حیرت جادو: جس کے سامنے اس کی بیٹی شہزادی ساسان جادو کا کسم پوتہ

سر تھا اور وہ شش پر شش کھاری تھی۔

عمر و عیار: جس کی مدد کرنے سے اس کی زنجیل کے محافظ بونے نے بھی انکار کر دیا تھا



جادو ظلمت اور حیرت زدہ واقعات سے بھرپور ایک انوکھا اور ناقابل قرا موش طویل ناول جس کا ایک ایک لفظ آپ کو پسند آئے گا۔

شائع ہو گیا ہے آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں۔

یوسف برادرز محمد عارفیٹ غزنی سٹریٹ سارو بازار لاہور

بچوں کے لئے نازن کی انتہائی دلچسپ کہانی

خاص نمبر

# دشمن نازن

مصنف: ظہیر احمد

سردار جو گاما۔ جس کے دو چہرے تھے۔ تین آنکھیں اور چار ہاتھ تھے۔ وہ نازن کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ کیوں؟  
نماشا۔ ایک حقیقت پرورد روح جو نازن کو ہلاک کرنے اس کے جنگل میں پہنچ گئی۔ اور پھر؟

اماگی۔ کون تھی۔ وہ نازن کی مدد کرنے آئی تھی۔ یا۔  
منکو۔ جو ہر صورت میں نازن کی اماگی سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ سردار جو گاما جو ایک خدا پرورد روح کو سزا دینا چاہتا تھا۔ وہ خدا کون تھی؟  
نازن۔ جس نے منکو اور جنگل کے جانوروں کی بات مان کر اماگی سے شادی کا فیصلہ کر لیا۔

نازن کی شادی کا ایک دلچسپ اور خوبصورت منظر، ایسی شادی جس کے لیے جانوروں نے سارے جنگل کو دلہن کی طرح سجایا تھا۔  
نازن کی دلہن اماگی۔ جو نازن کے ساتھ ایک بھیانک کھیل کھیل رہی تھی۔ وہ کھیل کیا تھا؟

وہ لمحہ۔ جب نازن کی دلہن کا اچانک روپ بدل گیا۔ وہ روپ کیا تھا؟

(♦♦♦) نازن کی زندگی کا ایک ہولناک اور دل ہلا دینے والا کارنامہ جو آپ کو بھی ہلا کر رکھ دے گا۔ (♦♦♦)



شائع ہو گیا ہے۔ آج ہی اپنے قریبی بک شال یا برادر راستہ ہم سے طلب فرمائیں۔

یوسف برادرز غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور



چمن چنگو کی شہریت اور ہنگو کی شہریت کا حیرت انگیز کاہنہ

# چمن چنگو اور کٹنا جن

مصنف مظہر کلیم احمد

کٹنا جن ایک عام اور طاقتور جن جس کو ایک ایک شہزادے نے کٹ دی اور تب  
کٹنا جن نے کھلم کھو دی پونے کے انہوں کو ہلاک کر دے گا۔

کٹنا جن جس کے مقابلہ پر آکر پڑے سے بڑا طاقتور بھی ہے اس سے بڑا طاقتور تھا۔  
کٹنا جن جس نے ہزاروں استیلاں اجازت والیں لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر دیا۔

کٹنا جن جس کا مقابلہ کرنے سے چمن چنگو کو ہندو بیابان بھی منع کر دیا۔ چمن  
چنگو کو ہندو بیابان کے منع کرنے سے کہہ دو کٹنا جن کے مقابلے میں آگیا لیکن ہندو بیابان  
کی نذرانی کی وجہ سے اس کی تمام صلاحیتیں ختم ہو گئیں۔

کٹنا جن جس نے چمن چنگو کی گردن مروڑنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر چمن چنگو  
چنگو کی گردن دونوں کٹنے جن کے زبردست ہتھیاروں میں آگئی۔

کیا کٹنا جن نے چمن چنگو کو ہلاک کر دیا؟

آج ہی اپنے قریبی بک سٹل سے حاصل کریں

لاہور یوسف برادرز  
غزنی سٹریٹ - اردو بازار  
لنڈ مارکیٹ

آنگو ہنگو کی انتہائی دلچسپ کہانی

# آنگو ہنگو اور کالی عار

مصنف مظہر کلیم احمد



وہ کالی عار کتنی گہری تھی؟  
اس کی کوئی تہہ بھی تھی یا نہیں؟  
آنگو ہنگو کا اس عار میں گر کر کیا انجام ہوا؟  
آنگو ہنگو اس خوفناک عار میں گر کر کہاں پہنچ گئے؟  
کسی نئی دنیا میں؟ موت کی وادی میں؟  
آنگو ہنگو شادی کرنے کی حسرت دل میں لئے ہی مر گئے؟



انتہائی دلچسپ معریت انگیز اور

دلکش کہانی



سچی سچی قریبی بک سٹل سے طلب کریں

لاہور یوسف برادرز  
غزنی سٹریٹ - اردو بازار  
لنڈ مارکیٹ





یہاں کے ٹیپ اور مسواکی کہانی

# سک طلسم

مصنف ظہیر احمد

شہ جنت کی بیٹی کو بددھوں اور چٹیلوں کے شیرازے سے اغوا کر لیا۔  
 شہ جنت کا شیرازہ چلن عالم سے مقابلہ۔ جیت کس کی ہوئی؟  
 شیرازہ جان عالم نے شہ جنت کی بیٹی پر ہی شیرازی کو بددھوں کے شکنجے  
 سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا یا؟  
 طلسمی غار جس میں چلتے ہوئے شیرازے کو کئی ماہ گزر گئے۔ حالانکہ غار  
 کا دہانہ اس سے چند قدم کے فاصلے پر تھا۔  
 شیرازہ جان عالم نے ساتوں طلسم فتح کر لئے؟

ایک دلچسپ اور آئینہ دار کہانی  
 کہانی اپنے تئیں ایک مثال سے حاصل کریں

ایضا کہتہ  
 یوسف برادرز  
 احمد دکنیت  
 غزنی سٹریٹ سار ۱۱ پار ۱  
 لاہور



یہاں کے ٹیپ اور مسواکی کہانی

# چلو سک ملو سک زبانا دیو

مصنف  
 مظہر کاظم ایم اے

چلو سک ملو سک کا عجیب و غریب جہاز ہے قابو ہو کر خوفناک انداز میں زمین  
 سے ٹکرا گیا اور ناکارہ ہو گیا۔ کیا واقعی؟  
 چلو سک ملو سک کیسے زندہ بچے؟  
 شیرازی طاہرہ جسے چھڑوانے کے لئے چلو سک ملو سک اور شیرازہ خورید کو  
 زبانا دیو کے خوفناک قلعہ میں داخل ہونا پڑا۔  
 چلو سک ملو سک، شیرازہ خورید اور زبانا دیو کا دلچسپ اور میرٹ انگیز مقابلہ  
 چلو سک ملو سک اور شیرازہ خورید، شیرازی طاہرہ کو زبانا دیو کے خوفناک قلعے  
 سے نجات دلانے میں کامیاب ہو گئے؟

ایک دلچسپ اور آئینہ دار کہانی  
 کہانی اپنے تئیں ایک مثال سے حاصل کریں

آج ہی اپنے تئیں ایک مثال سے طلب فرمائیں  
 ایضا کہتہ  
 یوسف برادرز  
 احمد دکنیت  
 غزنی سٹریٹ سار ۱۱ پار ۱  
 لاہور

# بچوں کے لئے انتہائی دلچسپ اور نئی کہانیاں

عمر وادہ طلسم نگری

عمر وادہ غدار پری

ہر کوئیس اور سمندری آفت

ہر کوئیس اور انسانی درندہ

عمر وادہ شیش دیو

عمر وادہ طلسم ہوشربا کا خزانہ

شہزادہ اسفندیار

شہزادی قارآن اور

طلسمی کھوپڑی

عمر وادہ راگان دیو

عمر وادہ سرخ میرا

خوش باطن شہزادہ

ٹارزن اور طاقت دیوتا

اندھی شہزادی

عمر وادہ شہزادی حور جمال

ٹارزن اور عیار دشمن

عمر وادہ پراسرار کھوپڑی

عمر وادہ روح کی تلاش میں

ٹارزن اور پانگل شکاری

ہر کوئیس اور خوفی گھوڑے

عمر وادہ گنج جاد

عمر وادہ ناگ جادوگر

ٹارزن اور نفی پھارن

ہیراچڑیا اور پری

یوسف برادرز احمد مارکیٹ لاہور

نوزلی سٹریٹ - اردو بازار

# بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول



عمرو پانگلوں کی ہستی میں



خوفناک گرہ



اندھا سوداگر



ٹارڈن اور بے رحم وحش



عمرو موت کے منہ میں



کوہ قاف کا شیطان



عمرو اور سونا شہزادی



پراسرار گریٹیا



ٹارڈن اور دشمن فوجی



عمرو اور سکی جزیرہ



سیاہ وادی کے سیاہ سائے



ٹارڈن اور باغی قبیلہ



ٹارڈن اور جاوید روشن



خطرناک نقاب پوش



ٹارڈن اور جنتی ہو پڑی

یوسف پبلشرز، پاک سیلرز برادرز  
پاک گیٹ  
مقام